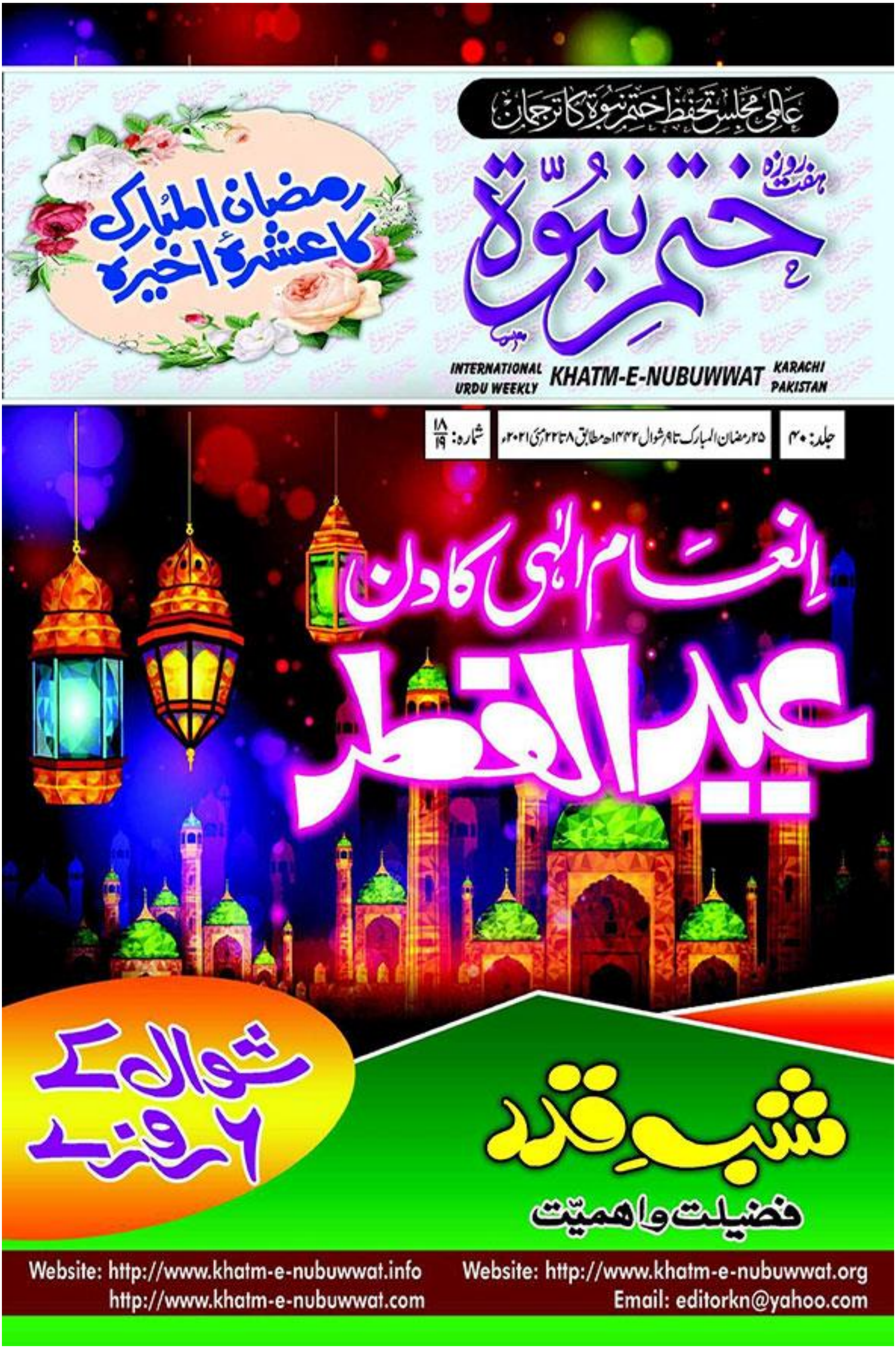
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN
رمضان المبارک کا عشرۂ اخیرہ
جلد: ۴۰
۲۵ رمضان المبارک تا ۹ شوال ۱۴۴۲ھ مطابق ۸ تا ۲۲ مئی ۲۰۲۱ء
شمارہ: ۱۸/۱۹
انعام الٰہی کا دن
عید الفطر
شوال کے ۶ روزے
شب قدر
فضیلت و اہمیت
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

شوال کے چھ روزے

س:...... میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے وہ شوال کے چھ روزے بڑے اہتمام سے رکھا کرتی تھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں بھی شوال کے چھ روزے رکھوں اوراس کا ثواب والدہ کو دے دوں۔ کیا یہ درست ہے؟

ج:......شوال کے چھ نفلی روزے کا ثواب والدہ کو پہنچانے کے لئے آپ اپنے چھ روزے رکھ لیں اور والدہ کو ایصال ثواب کرنے کی نیت کرلیں۔ ان شاء اللہ! ان کو بھی اجر وثواب پہنچ جائے گا اور آپ کو ثواب ملے گا۔ البتہ اگر اپنے روزوں کے علاوہ اپنی والدہ کے لئے الگ سے چھ روزے رکھیں تو یہ عمل ان شاء اللہ! زیادہ باعث اجر وثواب ہوگا۔

شوال کے روزوں میں قضا روزوں کی نیت کر سکتے ہیں

س:...... شوال کے جو چھ روزے رکھے جاتے ہیں، ان میں رمضان المبارک کے قضا روزوں کی نیت کر سکتے ہیں؟

ج:......شوال کے روزے نفلی ہیں جبکہ رمضان کے روزے فرض ہیں۔ اس لئے شوال کے روزے رکھنے کی نیت کرنے سے رمضان المبارک کے روزے ادا نہیں ہوں گے۔ اس کے برعکس اگر رمضان کے روزوں کی نیت کرکے روزے رکھیں گے تو وہ صرف رمضان کے محض روزے ہی ہوں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ رمضان کے قضا روزے رکھنے کے بعد شوال کے روزے الگ سے رکھ لیں۔

بیوی کا جھوٹ بول کر دوسرا نکاح کرنا

س:...... میری شادی ۱۰ر فروری ۲۰۱۸ء کو ہوئی تھی اور شادی کے تین ماہ بعد میں روزگار کے سلسلہ میں ملک سے باہر چلا گیا اور جب میں واپس پاکستان آیا تو مجھے علم ہوا کہ میری زوجہ نے مجھ پر سامان کی حوالگی کا مقدمہ درج کیا ہوا ہے اور میرے خلاف اس نے عدالت سے یکطرفہ فیصلہ رڈگری بھی لے لی ہے۔ جب میں نے اپنی بیوی سے رابطہ کیا اور اسے گھر آنے کا کہا تو اس نے کوئی خاطر خواہ جواب نہ دیا اور مجھے دیگر رشتہ داروں سے یہ بات علم میں آئی کہ میری بیوی نے دوسرا نکاح کرلیا ہے اور مجھے اس بات کا علم ہی نہیں ہونے دیا۔ جب میں نے مزید معلومات کیں تو پتہ چلا کہ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ میں نے بذریعہ فون اپنی زوجہ کو طلاق دے دی ہے جب کہ اس سلسلہ میں یہ بات میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے آج تک نہ ہی تحریری اور نہ ہی زبانی طلاق دی، بلکہ میں نے تو ایسا سوچا بھی نہیں۔ لہٰذا قرآن وسنت کی روشنی میں میری بیوی کے جھوٹ بول کر نکاح پر نکاح کرنے کے بارے میں تفصیل سے رہنمائی فرمائیں اور اس سلسلہ میں میرے لئے کیا حکم ہے؟

ج:......صورت مسؤلہ میں اگر سائل کا بیان واقعتاً حق وصداقت پر مبنی ہے تو ایسی صورت میں سائل کی بیوی کو کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور نہ ہی عدالت سے جعل سازی کے ذریعے لیا گیا خلع درست ہے اور یہ عورت ابھی تک سائل کے نکاح میں ہے۔ لہٰذا نکاح میں ہونے کے باوجود اس عورت نے جو دوسرا نکاح کیا یہ نکاح باطل ہے۔ اس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں اور دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح نہیں بلکہ حرام کاری اور زنا کی زندگی گزار رہی ہے۔ دوسرے شوہر کو اگر اس بات کا علم نہیں تھا تو وہ عنداللہ قصوروار نہیں۔ اگر اسے پوری بات کا علم تھا تو اس گناہ وجرم میں وہ بھی برابر کا شریک ہے۔ آپ اپنی بیوی کی جعل سازی کے خلاف عدالت میں قانونی چارہ جوئی کرسکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۰ ۲۵ر رمضان تا ۹ر شوال المکرم ۱۴۴۲ھ مطابق ۸ تا ۲۲ر مئی ۲۰۲۱ء شمارہ:۱۸، ۱۹

اس شمارے میں!

قادیانیت: شکست وریخت کے دہانے پر	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
عید الفطر... انعام الٰہی کا دن	۷	منور راجپوت
رمضان المبارک کا عشرۂ اخیرہ	۱۱	مولانا محمد قاسم
شب قدر کی فضیلت واہمیت	۱۴	مولانا محمد عمر قاسمی
گنبد خضراء کی حفاظت میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا کردار	۱۷	مولانا قاضی محمد شمس الدینؒ
.... سیرت پاک کے چند روشن ابواب (۱۵)	۲۰	حافظ محمود راجا، سجاول
شوال کے چھ روزے	۲۲	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۴	ادارہ

ضروری اعلان

عید الفطر کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۱۸، ۱۹ کو یکجا شائع کیا جا رہا ہے۔
قارئین کرام اور ایجنسی ہولڈرز حضرات نوٹ فرمالیں۔ ادارہ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

قادیانیت! شکست و ریخت کے دہانے پر

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

علامہ سیّد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ نے جن مقاصد کے تحت تردیدِ قادیانیت اور اسلام کے دفاع کے لئے ایک مستقل جماعت کے وجود کو انتہائی ضروری قرار دیا تھا اور جس کے لئے مردِ قلندر، بطل حریت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسے نڈر اور بے باک آدمی کو امیر شریعت کا لقب دے کر پانچ سو علماء کرام کو ان کے ہاتھ پر بیعت کرایا تھا اور آگے چل کر حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی اور مبلغین کی ایک مستقل جماعت تیار کرنے کے بعد پورے ملک میں ان کی تشکیل کی، جس کے ثمرات آج ہر عام وخاص کی نظروں کے سامنے ہیں۔

الحمد للہ! گزشتہ چند ماہ میں ملک کے مختلف گاؤں، قصبات اور شہروں میں اتنے قادیانیت زدہ خواتین وحضرات کے علاوہ بچوں نے اسلام قبول کیا، جس سے یہ واضح نظر آ رہا ہے کہ ان شاء اللہ! اب قادیانیت دم توڑ رہی ہے اور اللہ تعالیٰ قادیانیت کے جال میں پھنسے لوگوں کو جوق در جوق اسلام کی توفیق سے نواز رہے ہیں۔ بس تھوڑی سی اور محنت بڑھانے کی ضرورت ہے، ان شاء اللہ! ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ کوئی قادیانی ڈھونڈنے سے بھی ملک میں نہیں ملے گا۔ اب ہم قارئین کو قادیانیت سے تائب لوگوں کی روئیداد اور چند جھلکیوں سے مبارک باد کے مستحق ان سعادت مند افراد کا تعارف کراتے ہیں:

کنری کے رہائشی انور خان کا قبولِ اسلام

میرپور خاص (بیورو رپورٹ) قبولِ حق کا سفر ریٹائرڈ بینک افسر اپنی اہلیہ اور تین بچوں سمیت قادیانیت سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔ تفصیلات کے مطابق محلّہ امیر آباد کنری کے رہائشی اور سابق بینک افسر محمد انور خان نے اپنی اہلیہ مسماۃ مبارکہ انور، تین بچوں ۱۱ سالہ ارسلان احمد خان، ۹ سالہ فراز احمد خان، ۸ سالہ ثانیہ فرحین کے ہمراہ اصل حقائق سے آگاہ ہونے کے بعد اور اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر جامع بخاری مسجد کنری کے خطیب مفتی اسد اللہ آرائیں کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اس موقع پر مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا مختار احمد، مقامی ناظم چوہدری ناصر احمد، معززین شہر حاجی دین محمد، محمد ندیم آرائیں، یوسف قریشی، خلیل بھٹی، محمد ہاشم بھٹی، محمد اقبال، حافظ محمد ذیشان و دیگر بھی موجود تھے۔ نومسلم محمد انور خان نے بتایا کہ انہوں نے کسی دباؤ کے بغیر اور اسلامی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد قادیانیت سے تائب ہو کر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا ہے، مسلمان ہونے کے بعد وہ بے حد خوشی محسوس کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آج ایمان کی دولت سے نوازا ہے، انہوں نے تمام قادیانیوں کو بھی دعوت دی کہ وہ حقائق سے منہ موڑنے کے بجائے قادیانیت جیسے جھوٹے مذہب سے تائب ہو کر دامن مصطفیٰ کو تھام لیں اور اپنی آخرت سنوار لیں۔ (روزنامہ امت کراچی، یکم فروری ۲۰۲۰ء)

قادیانی نوجوان کا قبول اسلام

گوجرانوالہ (حماد ارشد) محترم جناب جاوید اقبال ایڈووکیٹ سیشن کورٹ گوجرانوالہ کی محنت سے ان کے معاون ایڈووکیٹ وقاص احمد خان ولد الیاس احمد خان سکنہ گوجرانوالہ نے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہاشمی کالونی میں 5/اگست 2020ء بروز بدھ صبح 10:00 بجے مبلغ عالمی مجلس

تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ اور مفتی غلام نبی ضیاء نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے ہاتھ پر قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ وقاص احمد خان نے کہا کہ آج میرے لئے انتہائی خوشی کا دن ہے کہ میں کفر کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کی روشنی کی طرف آیا ہوں۔ اس پر میں جناب ایڈووکیٹ جاوید اقبال اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا بے حد مشکور ہوں۔

پشاور میں 28 قادیانیوں کا قبولِ اسلام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خیبر پختونخوا کے صوبائی امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ کے ہاتھ پر پشاور کے علاقہ شاہین کالونی باڑہ گیٹ، شیخ محمدی میں ۲۸ قادیانی، قادیانیت سے توبہ کر کے دولت اسلام سے مشرف ہوگئے ہیں۔ اب قادیانیت دم توڑ رہی ہے، آخری ہچکو لے لے رہی ہے، وہ دن دور نہیں جب قادیانیت کا نام ونشان صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین، مبلغین کی محنت اور جدوجہد سے آئے روز قادیانی مسلمان ہورہے ہیں۔ اب اس فتنے کا خاتمہ قریب ہے۔ اسلام قبول کرنے والوں کے نام یہ ہیں: مبارک احمد ولد عطاء الرحمٰن، وحید احمد ولد عطاء الرحمٰن، اعجاز احمد ولد عطاء الرحمٰن، شبیر احمد ولد مبارک احمد، حدید احمد ولد وحید احمد، ریان احمد ولد بشارت احمد، منظور احمد ولد فردوس، مقبول احمد ولد فردوس، مظہر احمد ولد فردوس، اعزاز ولد منظور احمد، حماد ولد مظہر، کامران ولد فضل، ڈاکٹر وجاہت ولد شفیع۔ کل ۱۳ مردوں نے اسلام قبول کیا۔ جن خواتین نے اسلام قبول کیا ان کے نام درج ذیل ہیں: زوجہ مبارک بنت اسلم خان، زوجہ وحید احمد بنت شیر احمد، زوجہ بشارت بنت فضل دین، زوجہ اعجاز بنت شیر احمد، زوجہ شبیر احمد بنت بشارت احمد، بنت مبارک احمد، زوجہ مقبول بنت عبدالرزاق، زوجہ کامران بنت وحید احمد، زوجہ مظہر بنت شاہ جی، زوجہ منظور بنت رحیم گل، بنت مظہر، بنت فضل، زوجہ سجاد بنت محبوب، زوجہ محبوب احمد بنت سلیم خان۔ کل ۱۵ خواتین نے اسلام قبول کیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین نے فرمایا ہے کہ امت مسلمہ ہمت کرے، عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ ڈھونڈنے سے بھی کوئی قادیانی پوری دنیا میں نہیں ملے گا۔

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۴؍دسمبر ۲۰۲۰ء بروز منگل کو ایک پُروقار تقریب منعقد کی گئی۔ اس تقریب سعید میں شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ نذیر مدظلہ، مفتی نعیم خان مدظلہ، حافظ عابد مدظلہ، مولانا تحسین مدظلہ، مولانا شاہد مدظلہ، مولانا عبداللہ مدظلہ، مولانا سہیل مدظلہ، مولانا یاسر مدظلہ، مولانا عبدالرحمٰن مدظلہ، مفتی راحت مدظلہ، مولانا سمیع اللہ مدظلہ، مولانا منصف مدظلہ، مولانا عرفان، مفتی عطاء اللہ مدظلہ، مولانا اسامہ مدظلہ، مولانا کفایت اللہ مدظلہ، مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ، مولانا ظفیر خان، مولانا سعد اللہ، مولانا شمس الرحمٰن اور مولانا حمد اللہ کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام اور شمع ختم رسالت کے پروانوں نے بھرپور شرکت کی۔

محمد افضل بٹ کی فیملی نے اسلام قبول کرلیا

گوجرانوالہ (واجد علی معاویہ) محترم جناب سعید احمد بٹ کی دعوت ومحنت سے ان کے چھوٹے بھائی جناب محمد افضل بٹ ولد عنایت اللہ بٹ نے اپنی اہلیہ، دو بیٹوں اور دو بیٹیوں سمیت قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا۔ تفصیلات کے مطابق محترم عامر بٹ اور مولانا محمد ناصر نے دفتر ختم نبوت میں مولانا محمد عارف شامی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے رابطہ کیا کہ قادیانی فیملی نے اسلام قبول کرنا ہے، 21؍اگست 2020ء بروز جمعہ شام کے وقت ان کے ہاں ایک تقریب سعید منعقد کی گئی، نومسلم جناب محمد افضل بٹ نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم نسل در نسل قادیانی چلے آرہے تھے، ہمیں دھوکے میں رکھا گیا، اس وجہ سے ہم اسلام قبول نہ کر سکے۔ انہوں نے کہا کہ میرے اور میرے خاندان کے لئے انتہائی خوشی کا دن ہے کہ ہم اسلام قبول کر کے محمد عربی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے اور میرے خاندان کے اسلام لانے کو قبول

فرمائیں اور ہمیں ثابت قدم رکھیں۔انہوں نے کہا کہ ہم مشکور ہیں جناب سعید بٹ اور مولانا محمد ناصر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے جن کی کاوش سے ہم اسلام کی روشنی میں داخل ہوچکے ہیں۔

نوکوٹ، سندھ میں دو قادیانیوں کا قبولِ اسلام

نوکوٹ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی محنت سے نوکوٹ ضلع میرپورخاص کے رہائشی مولا بخش ولد ابراہیم اور گل محمد ولد ہادی بخش نے قادیانیت پر لعنت بھیج کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپورخاص کے مبلغ مولانا مختار احمد کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔علاقے کے علماء کرام نے ان نومسلموں کو مبارک باد دی۔

رحیم یار خان شفیع ٹاؤن میں دس قادیانیوں کا قبولِ اسلام

رحیم یار خان..... رجب المرجب کے اواخر میں اطلاع ملی کہ رحیم یار خان کے علاقہ شفیع ٹاؤن میں ایک قادیانی عورت فوت ہوئی ہے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جارہا ہے۔ چنانچہ انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا،عوام کو جمع کیا گیا،لوگوں نے قبرستان پہنچ کر قبر بنا کر کوادی اور انہیں دفنانے سے روک دیا۔اس پر وہ بھیرہ میں قادیانیوں کے قبرستان لے گئے۔اس صورت حال سے علاقہ بھر میں قادیانیوں سے نفرت میں اضافہ ہوگیا،کچھ روز بعد انہی قادیانیوں نے اپنے پڑوسیوں سے بات کی کہ آخر کیا وجہ ہے کہ لوگ ہم سے اتنی نفرت کرتے ہیں؟ ہمیں دیکھ کر مسلمان منہ پھیر لیتے ہیں،تو مسلمانوں نے مولانا مفتی محمد راشد مدنی مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے رابطہ کیا کہ آکر ان سے بات کریں۔

آج سے آٹھ دس برس پہلے ان کے قریبی عزیز پروفیسر ناصر اعوان بھی مولانا کے ہاتھ پر اسلام قبول کرچکے ہیں،الحمدللہ! چنانچہ مولانا نے وہاں جاکر ان قادیانیوں کو سمجھایا،اس موقع پر علاقہ کے چند معززافراد مدثر شہریار،یٰسین مغل،اختر علی وغیرہ بھی موجود تھے۔جب ان کے سامنے قادیانی کفریات رکھی گئیں اور انہیں دھوکے سے باہر نکالا گیا تو دس افراد،پانچ مرد اور پانچ عورتوں نے قادیانیت پر دوحرف بھیج کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئے۔ ان افراد میں:(۱)خرم احسان ولد ملک احسان الٰہی،(۲)شفقت الٰہی ولد ملک اکرام الٰہی،(۳)رضا اکرام ولد ملک اکرام الٰہی،(۴)طاہر احمد محمود ولد بشارت محمود،(۵)اسامہ طاہر ولد طاہر احمد محمود،اور خواتین میں:(۶)حمنہ طاہر ولد طاہر احمد محمود،(۷)طوبیٰ طاہر بنت طاہر احمد محمود،(۸)شاہینہ حمید زوجہ طاہر احمد محمود،(۹)ثوبیہ خرم زوجہ ملک خرم احسان بنت ملک اکرام الٰہی،(۱۰)ساجدہ اکرام بنت ملک اکرام الٰہی شامل ہیں۔

اس کے بعد علی الاعلان انہیں کلمہ پڑھانے اور دیگر بھولے بھالے قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کے لئے ایک ہفتہ بعد جامعہ قادریہ میں بہت بڑی تقریب منعقد کی گئی۔جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے امیر قاضی شفیق الرحمٰن نے ان کا تجدید ایمان کرایا۔اس موقع پر اسلام آباد سے سابقہ قادیانی پروفیسر آصف صاحب بھی آئے ہوئے تھے،انہوں نے بیان کیا۔مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد موجود تھی۔یہ ۱۵ر شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ ۳۰ر مارچ ۲۰۲۱ء کا واقعہ ہے۔

نومسلموں نے اپنے تاثرات بیان کئے۔شفقت نومسلم نے کہا کہ قادیانی باہر جاکر اسلام اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ انہیں یہاں آزادی نہیں ہے،حالانکہ سب آزادی ہے۔نومسلم رضا اکرام نے کہا کہ ہم اس وجہ سے دھوکے میں تھے کہ قادیانی کلمہ پڑھ کر دھوکا دیتے ہیں،کلمہ تو ہم بھی پڑھتے ہیں،لیکن آج عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کاوش سے ہمیں پتا چلا کہ قادیانی کلمہ میں ’’محمد رسول اللہ‘‘ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی کو لیتے ہیں۔نومسلم طاہر احمد نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔قادیانیت بہت بڑا فتنہ ہے،تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کے خلاف اپنی زندگیاں وقف کردیں۔ہم بھی اپنی زندگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت نصیب فرمائیں۔آمین۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان حضرات کو اسلام پر ثابت قدمی عطا فرمائیں اور جو حضرات ابھی تک قادیانیوں کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں ان کو قادیانی کفر سے نکال کر اسلام کے دامن رحمت میں آنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

عید الفطر......انعامِ الٰہی کا دن

منور راجپوت

یومِ عید، ماہِ صیام کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ سے انعامات پانے کا دن ہے، تو اس سے زیادہ خوشی و مسرّت کا موقع کیا ہوسکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ امّتِ مسلمہ میں اِس دن کو ایک خاص مقام اور اہمیت حاصل ہے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ ”عید کا لفظ ”عوْد“ سے مشتق ہے، جس کے معنی ”لَوٹنا“ کے ہیں، یعنی عید ہر سال لَوٹتی ہے، اس کے لَوٹ کے آنے کی خواہش کی جاتی ہے، اور ”فطر“ کے معنی ”روزہ توڑنے یا ختم کرنے“ کے ہیں۔ چوں کہ عید الفطر کے روز، روزوں کا سلسلہ ختم ہوتا ہے اور اس روز اللہ تعالیٰ بندوں کو عباداتِ رمضان کا ثواب عطا فرماتے ہیں، تو اِسی مناسبت سے اسے ”عید الفطر“ قرار دیا گیا۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اہلِ مدینہ دو دن بہ طورِ تہوار مناتے اور ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: ”یہ دو دن، جو تم مناتے ہو، ان کی حقیقت اور حیثیت کیا ہے؟“ تو انہوں نے کہا: ”ہم عہدِ جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) یہ تہوار اِسی طرح منایا کرتے تھے۔“ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دونوں تہواروں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن مقرر فرما دیے ہیں، یوم عید الاضحٰی اور یوم عید الفطر۔“ (ابوداؤد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کے موقع پر شرعی حدود میں رہتے ہوئے خوشیاں منانے کی اجازت دینے کے ساتھ، دوسروں کو بھی ان خوشیوں میں شامل کرنے کی ترغیب دی۔ نیز، ان مواقع پر عبادات کی بھی تاکید فرمائی کہ بندۂ مومن کسی بھی حال میں اپنے ربّ کو نہیں بھولتا۔ احادیثِ مبارکہ میں شبِ عید اور یومِ عید کی

> **اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اے فرشتو! تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا فرما دی“**

بہت فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے، تو اسے آسمانوں پر ”لیلۃ الجائزۃ“ یعنی ”انعام کی رات“ کے عنوان سے پکارا جاتا ہے اور جب صبحِ عید طلوع ہوتی ہے، تو حق تعالیٰ جل شانہ فرشتوں کو تمام بستیوں میں بھیجتا ہے اور وہ راستوں کے کونوں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایسی آواز سے، جسے جنات اور انسانوں کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، پکارتے ہیں کہ ”اے امتِ محمدیہ! اس کریم ربّ کی بارگاہِ کرم میں چلو، جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔“ جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں، تو اللہ ربّ العزت فرشتوں سے فرماتا ہے: ”اس مزدور کا کیا بدلہ ہے، جو اپنا کام پورا کرچکا ہو؟“ وہ عرض کرتے ہیں: ”اے ہمارے معبود! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری اور اجرت پوری پوری عطا کردی جائے“، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اے فرشتو! تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا فرما دی“ اور پھر بندوں سے ارشاد ہوتا ہے کہ ”اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزت وجلال اور بلندئ مرتبت کی قسم! آج کے دن آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے، عطا کروں گا۔ دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے، اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میرے عزّ وجلال کی قسم! مَیں تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رُسوا نہ کروں گا۔ مَیں تم سے راضی ہوگیا۔“ (الترغیب والترہیب)

کس کی عید......؟؟

بلاشبہ وہ افراد نہایت خوش قسمت ہیں کہ

جنہوں نے ماہِ صیام پایا اور اپنے اوقات کو عبادات سے منور رکھا۔ پورے ماہ تقویٰ کی روش اختیار کئے رکھی اور بارگاہِ ربّ العزت میں مغفرت کے لئے دامن پھیلائے رکھا۔ یہ عید ایسے ہی خوش بخت افراد کے لئے ہے اور اب انہیں مزدوری ملنے کا وقت ہے۔ تاہم، صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین اپنی عبادات پر اِترانے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دعائیں کیا کرتے تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے کہ ’’عید ان کی نہیں، جنہوں نے عمدہ لباس سے اپنے آپ کو آراستہ کیا، بلکہ عید تو ان کی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ گئے اور اس کے عذاب وعتاب سے ڈر گئے۔ عید ان کی نہیں، جنہوں نے بہت زیادہ خوشیاں منائیں، بلکہ عید تو ان کی ہے، جنہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اس پر قائم رہے۔ عید ان کی نہیں، جنہوں نے بڑی بڑی دیگیں چڑھائیں اور دسترخوان آراستہ کئے، بلکہ عید تو ان کی ہے، جنہوں نے نیک بننے کی کوشش کی اور سعادت حاصل کی۔ عید ان کی نہیں، جو دنیاوی زیب و زینت اور آرائش وزیبائش کے ساتھ گھر سے نکلے، بلکہ عید تو ان کی ہے، جنہوں نے تقویٰ، پرہیزگاری اور خوفِ خدا اختیار کیا۔ عید ان کی نہیں، جنہوں نے اپنے گھروں میں چراغاں کیا، بلکہ عید تو ان کی ہے، جو دوزخ کے پل سے گزر گئے۔‘‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عید کی مبارک باد دینے کے لئے آنے والوں سے فرمایا: ’’عید تو ان کی ہے، جو عذابِ آخرت اور مرنے کے بعد کی سزا سے نجات پاچکے ہیں۔‘‘ اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمر بن خطابؓ کے دورِ خلافت میں لوگ عید کے روز آپؓ کے پاس آئے، تو دیکھا کہ وہ گھر کا دروازہ بند کئے زاروقطار رو رہے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: ’’امیرالمومنین! آج تو عید کا دن ہے اور آپ رو رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا: ’’لوگو! یہ دن عید کا بھی ہے اور وعید کا بھی۔ آج جس کے نماز، روزے اور دیگر عبادات قبول ہوگئیں، بلاشبہ اس کی آج عید ہے اور جس کی عبادات قبول نہیں ہوئیں، اس کے لئے وعید کا دن۔ میں اِس خوف سے رو رہا ہوں کہ نہیں معلوم میری عبادات قبول ہوئیں یا انہیں رَد کر دیا گیا۔‘‘

چاندرات:

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ہاں ’’چاندرات‘‘ کو ایک لحاظ سے شرعی پابندیوں سے فرار کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے، حالاں کہ چاند رات کو حدیث شریف میں ’’لیلۃ الجائزۃ‘‘ یعنی ’’انعام والی رات‘‘ کہا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’رمضان المبارک کی آخری رات میں امتِ محمدیہ کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ’’یارسول اللہ! کیا وہ شبِ قدر ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’نہیں۔ کام کرنے والے کو مزدوری اس وقت دی جاتی ہے، جب وہ کام پورا کرلیتا ہے اور وہ آخری شب میں پورا ہوتا ہے، لہٰذا بخشش ہوجاتی ہے۔‘‘ (مسند احمد) جو لوگ پورے ماہِ مقدس میں تقویٰ و پرہیزگاری کی راہ پر کاربند رہے، ان میں سے بھی بہت سے اس رات لہو ولعب میں مشغول ہوکر اپنی ساری محنت اکارت کر بیٹھتے ہیں۔ دراصل، شیطان آزاد ہوتے ہی خلقِ خدا کو تقویٰ و پرہیزگاری کے راستے سے ہٹا کر فسق وفجور کی طرف مائل کرنے کی کوششوں میں لگ جاتا ہے اور بدقسمتی سے بہت سے لوگ اس کے پُرفریب جال میں پھنس جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ’’جب یومِ عید آتا ہے، تو شیطان چلّا چلّا کر روتا ہے، اس کی ناکامی اور رونا دیکھ کر تمام شیاطین اس کے گرد جمع ہوجاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ: ’’تجھے کس چیز نے غم ناک اور اداس کردیا؟‘‘ شیطان کہتا ہے کہ ’’ہائے افسوس! اللہ تعالیٰ نے آج کے دن امتِ محمدیہ کی بخشش فرمادی ہے، لہٰذا تم انہیں پھر سے لذّتوں اور خواہشاتِ نفسانی میں مشغول کردو۔‘‘ ہم چاند رات بازاروں اور غل غپاڑے میں گزار دیتے ہیں، جب کہ احادیثِ مبارکہ میں اس رات میں عبادت کی تاکید کی گئی ہے۔ حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں میں عبادت کی نیت سے قیام کرتا ہے، اس کا دِل اس دن بھی فوت نہیں ہوگا جس دن تمام دِل فوت ہو جائیں گے۔‘‘ (ابن ماجہ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ فرماتے ہیں کہ ’’دِل کے مردہ ہونے کے دو مطلب ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ فتنہ وفساد کے وقت جب لوگوں کے قلوب پر مردنی چھاتی ہے، اِس کا دِل زندہ رہے گا۔ (اور دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ) ممکن ہے کہ صور پھونکے جانے کا دن (اِس سے) مراد ہو کہ اِس کی رُوح بے ہوش نہ ہوگی۔‘‘ (فضائلِ رمضان)

اسی طرح حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص پانچ راتیں عبادت کرے، اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے۔ وہ راتیں یہ ہیں، ذوالحجہ کی

۸، ۹، ۱۰ویں رات، شب برأت اور عید الفطر کی رات۔'' (الترغیب والترہیب)

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اس رات بے مقصد گھومنے پھرنے اور گناہ کے کاموں میں گزارنے کی بجائے نوافل، نمازِ تہجد، تلاوتِ قرآن اور دیگر عبادات میں مشغول رہیں تاکہ اس کی برکات حاصل کرسکیں۔

غریبوں کی مدد:

عید کے اس پُرمسرت موقع پر ہمارا ایک کام یہ بھی ہونا چاہئے کہ آس پڑوس اور رشتے داروں پر نظر دوڑائیں کہ کہیں ان میں سے کوئی ایسا تو نہیں، جو اپنی غربت اور تنگ دستی کے سبب عید کی خوشیوں میں شامل ہونے سے محروم ہے۔ اگر ایسا ہے، تو یقین جانئے، ہم خواہ کتنے ہی اچھے کپڑے پہن لیں، طویل دسترخوان سجالیں، عیدیاں بانٹتے پھریں، ہماری عید پھر بھی پھیکی ہی رہے گی، بلکہ ایسی عید، عید کہلانے کے قابل ہی نہیں، جس میں دیگر افراد شامل نہ ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو زمانۂ خلافت میں لوگ عید کی مبارک باد دینے گئے، تو دیکھا کہ امیرالمومنین خشک روٹی کے ٹکڑے تناول فرما رہے ہیں۔ کسی نے کہا: ''آج تو عید کا دن ہے؟'' یہ سن کر آپؓ نے ایک سرد آہ بھری اور فرمایا: ''جب دنیا میں ایسے بہت سے لوگ موجود ہوں، جنہیں یہ ٹکڑے بھی میسر نہیں، تو ہمیں عید منانے کا حق کیوں کر حاصل ہے؟'' روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عید سے فارغ ہوکر واپس تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں آپ کی نظر ایک بچّے پر پڑی، جو میدان کے ایک کونے میں بیٹھا رو رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور پیار سے اس کے سر پر دستِ شفقت رکھا، پھر پوچھا: ''کیوں رو رہے ہو؟'' بچّے نے کہا: ''میرا باپ مرچکا ہے، ماں نے دوسری شادی کرلی ہے، سوتیلے باپ نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے، میرے پاس کھانے کو کوئی چیز ہے، نہ پہننے کو کپڑا۔'' یتیموں کے ملجا کی آنکھوں میں آنسو آگئے، فرمایا کہ: ''اگر میں تمہارا باپ، عائشہؓ تمہاری ماں اور فاطمہؓ تمہاری بہن ہو، تو خوش ہو جاؤ گے؟'' کہنے لگا: ''یارسول اللہ! اس پر میں کیسے راضی نہیں ہوسکتا۔'' حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچّے کو گھر لے گئے۔ (بعض روایات میں یہ واقعہ کچھ اور الفاظ میں بھی بیان کیا گیا ہے)۔

حضرت معروف کرخیؒ اکابر صوفیاء کرام میں شامل ہیں، ایک عید پر نخلستان میں گری کھجوریں چن رہے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا ''ایسا کیوں کررہے ہیں؟'' تو فرمایا: ''میں نے ایک لڑکے کو روتے دیکھا، تو اس سے پوچھا: ''تم کیوں رو رہے ہو؟'' لڑکا بولا: ''میں یتیم ہوں۔ یہ لڑکے اخروٹوں سے کھیل رہے ہیں اور میرے پاس اتنے پیسے نہیں کہ اخروٹ خرید کر ان کے ساتھ کھیل سکوں۔'' اس لئے میں کھجوریں چن رہا ہوں تاکہ انہیں فروخت کرکے اس یتیم بچّے کو اخروٹ لے دوں۔'' (احیاء العلوم)

صدقۂ فطر

صدقۂ فطر ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر واجب ہے، اس ضمن میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر واجب کیا تاکہ روزہ لغو اور بے ہودہ باتوں سے پاک ہو جائے اور مساکین کے لئے کھانے کا بندوبست بھی ہو جائے۔'' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر صدقۂ فطر کا فلسفہ یہی ہے کہ عید الفطر کی خوشیوں میں غریب مسلمان بھی بھرپور طریقے سے شریک ہوسکیں۔ اسی طرح ایک اور حدیث شریف ہے کہ ''عید الفطر کے دن محتاجوں کو خوش حال بنا دو۔'' گوکہ صدقۂ فطر کبھی بھی دیا جاسکتا ہے، تاہم عام طور پر ماہِ رمضان کے آخری دنوں میں ادا کیا جاتا ہے، جب کہ بہت سے لوگ نمازِ عید کے لئے جاتے ہوئے راہ میں بیٹھے بھکاریوں کو فطرانہ دیتے جاتے ہیں، جو کہ مناسب طریقہ نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ عید سے قبل ہی فطرانہ ادا کردیا جائے تاکہ ضرورت مند افراد بھی عید کی تیاری کرسکیں۔ اس ضمن میں ایک اہم بات یہ بھی ذہن نشین رہے کہ عام طور پر گندم کی قیمت کے لحاظ سے فطرانہ ادا کیا جاتا ہے، جو جائز ہے، تاہم امیروں کے لئے مستحب یہی ہے کہ وہ کھجور یا پھر کشمش وغیرہ کے حساب سے فطرانہ دیں تاکہ غریبوں کی اچھے طریقے سے مدد ہوسکے، اسی طرح صاحبِ حیثیت افراد کو فطرانے کے علاوہ بھی عید کے موقع پر صدقہ خیرات کرنا چاہئے کہ اس سے غریبوں کو عید کی خوشیاں نصیب ہوں گی اور ہوسکتا ہے کہ کسی کی دُعا آپ کی زندگی میں بھی مزید خوشیاں بھردے۔

عید الفطر کی سنّتیں:

کتبِ احادیث میں عید کے دِن کی متعدد سنّتیں مرکوز ہیں:

(1) صبح سویرے اٹھنا: صحابہ کرامؓ کا معمول تھا کہ وہ نمازِ فجر کے وقت ہی نمازِ عید کی

تیاری کر لیتے تھے۔ حضرت ابنِ عمرؓ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ مسجدِ نبوی میں فجر کی نماز پڑھتے اور پھر اسی حال میں عیدگاہ کی طرف نکل پڑتے۔ (2) غسل کرنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے اِس دن کو مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے، لہٰذا تم اِس دن غسل کرو۔'' (3) مسواک کرنا، (4) نئے یا جو بہتر کپڑے موجود ہوں، پہننا: حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ ''ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہم اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس پہنیں۔'' (طبرانی)

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن خوبصورت اور عمدہ لباس زیبِ تن فرماتے۔ کبھی سبز و سرخ دھاری دار چادر اوڑھتے، جو یمن کی ہوتی جسے ''بُردِ یمانی'' کہا جاتا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

(5) خوشبو لگانا، (6) شریعت کے مطابق اپنی آرائش کرنا، (7) عید گاہ جلد پہنچنا، (8) عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا، (9) عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا، (10) عید کی نماز (مسجد کی بجائے) عید گاہ یا کھلے میدان میں پڑھنا، (11) ایک راستے سے عید گاہ جانا اور دوسرے سے واپس آنا، (12) ''اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد'' آہستہ آہستہ کہتے ہوئے عیدگاہ کی طرف جانا، (13) نمازِ عید کے لئے پیدل جانا، تاہم اگر عیدگاہ زیادہ دور ہو یا کمزوری کے باعث پیدل نہ جاسکتے ہوں تو سواری پر بھی جانے میں مضائقہ نہیں۔

تفریح، مگر حدود کے اندر......:

یومِ عید اپنی اصل میں ایک مذہبی تہوار ہے، اس لئے اِس روز ہونے والی تمام سرگرمیوں کو اسی تناظر میں ترتیب دیا جانا چاہئے۔ تاہم، یہ بھی ذہن میں رہے کہ اسلام نے خوشی کے اظہار سے منع نہیں کیا اور نہ ہی اسلام کے نزدیک تقویٰ و پرہیزگاری کا مطلب خشک مزاجی اور روکھا پن ہے۔ البتہ اسلام نے تہواروں اور تفریحات کو کچھ حدود وقیود کا پابند ضرور بنایا ہے تاکہ بے لگام خواہشات اور نفس پرستی کی راہ روکی جاسکے۔ عید کا آغاز، دو رکعت نماز سے ہوتا ہے، جو اس بات کا اظہار ہے کہ کوئی بھی مسلمان اپنی مذہبی اور تہذیبی روایات میں اللہ تعالیٰ کی ہدایات سے لاپروا نہیں ہوسکتا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ: ''عید کا دن تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے سامنے حبشہ کے کچھ لوگ نیزوں اور ڈھالوں کے ساتھ کرتب دِکھا رہے تھے، آپ دروازے میں سے انہیں دیکھ کر خوشی کا اظہار فرما رہے تھے اور میں بھی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کے پیچھے چھپ کر یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ آپ بہت دیر تک مجھے چادر کی اوٹ میں چھپائے ان غلاموں کا کھیل دِکھاتے رہے۔ جب میرا جی بھر گیا تو آپ نے فرمایا: ''بس!'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں''، فرمایا: ''تو جاؤ۔'' (بخاری ومسلم)

> **نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کے بعد ماہِ شوال میں چھ نفلی روزے رکھے، تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔''**

اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عید کے دن ہمارے گھر میں کچھ بچیاں جنگِ بعاث سے متعلق کچھ اشعار گنگنا رہی تھیں، اسی دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے اور کہنے لگے: ''اللہ کے رسول کے گھر میں یہ ہے؟'' آپ حضرت ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے ابوبکر! انہیں رہنے دو، ہر قوم کے لئے تہوار کا ایک دن ہوتا ہے، آج ہمارے لئے عید کا دن ہے۔'' (بخاری)

شوال کے چھ روزے:

رمضان المبارک کے بعد ماہِ شوال میں چھ روزے رکھنا مستحب ہیں اور احادیثِ مبارکہ میں ان کی بہت فضیلت اور ترغیب آئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کے بعد ماہِ شوال میں چھ نفلی روزے رکھے، تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔''

حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے، تو یہ ایسا ہے، جیسے پورے سال کے روزے رکھے ہوں۔'' (صحیح مسلم)

یہ روزے مسلسل بھی رکھے جاسکتے ہیں اور وقفہ دے کر بھی، یعنی اپنی سہولت کے مطابق شیڈول ترتیب دیا جاسکتا ہے۔ ☆☆☆

رمضان المبارک کا عشرہ اخیرہ

اعتکاف، شبِ قدر اور لیلۃ الجائزہ کا خزینہ!

مولانا محمد قاسم، کراچی

رمضان المبارک کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ دوزخ سے آزادی کا عشرہ کہلاتا ہے۔ اس ماہ کا آغاز ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں، باتوفیق بندے اس میں سے اپنا حصہ پاتے ہیں۔ پھر درمیانی عشرہ میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا دریا جوش مارتا ہے اور کتنے ہی بندگانِ خدا اس میں غوطہ زن ہوجاتے ہیں۔ جب آخری عشرہ آتا ہے تو اب اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے عذاب اور اس کی ناراضی کے مظہر ”جہنم کی آگ“ سے آزادی کے پروانے جاری ہونا شروع ہوتے ہیں، یہاں بھی بہتوں کو یہ پروانے ملتے ہیں اور یوں ماہِ رمضان رحمتوں، مغفرتوں اور جہنم سے آزادی کے پروانوں کو تقسیم کرتا ہم سے رخصت ہوجاتا ہے۔

رمضان کا آخری عشرہ خصوصی اہمیت وتوجہ کا حامل ہے، خصوصاً ان لوگوں کے لئے جو پہلے دو عشرے اپنی غفلتوں کی نذر کرچکے اور اس ماہِ مبارک کو کماحقہ وصول نہ کرسکے۔ ان کے لئے اب آخری موقع ہے کہ اس آخری عشرہ کو اپنے لئے قیمتی بنالیں اور پورا رمضان ضائع کرکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بددعا کا مصداق نہ ٹھہریں: ”ہلاک وبرباد ہوجائے وہ شخص جو یہ مہینہ پائے اور اپنی بخشش کا سامان نہ کرسکے۔“

علاوہ ازیں جن احباب نے رمضان کے پہلے دو عشروں کو عبادتوں اور ریاضتوں سے مزین رکھا، ان کے لئے یہ آخری عشرہ پورے رمضان کا خلاصہ، نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ جیسے درخت سے قیمتی درخت کا پھل ہوتا ہے، ایسے ہی اعمال سے زیادہ قیمت اعمال کے ثمرہ کی ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”انما العبرة بالخواتیم“ یعنی اصل اعتبار تو خاتمہ کا ہوتا ہے۔ سو جنھوں نے پہلے دو عشروں میں اعمال صالحہ کی عمارت تیار کی ہے، اب وقت آگیا ہے کہ آخری عشرہ میں اس عمارت کی تزئین وآرائش کرلی جائے۔ خدانخواستہ آخری عشرہ میں عید کی خریداری کے نام پر بازاروں میں مشغول ہوکر یہ وقت ضائع نہ ہوجائے۔

عشرہ اخیرہ کو قیمتی بنانے والے امتیازی اعمال دو ہیں: ۱:...اعتکاف، ۲:...شبِ قدر میں عبادت۔ اعتکاف کے بارہ میں ارشادِ الٰہی ہے:

”وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ“

(البقرۃ:۱۲۵)

ترجمہ: ”اور حکم کیا ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو یہ کہ خوب پاک رکھو میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں کے لئے اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے۔“

مسجد اللہ کا گھر ہے اور سب سے افضل مسجد ”مسجد الحرام“ ہے، چنانچہ مسجد الحرام میں اعتکاف کرنا سب سے افضل ہے، اس کے بعد مسجد نبوی شریف میں اور تیسرے نمبر پر مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں۔ اس کے بعد تمام مساجد برابر ہیں، البتہ جس مسجد میں نماز پنجگانہ نہ ہوتی ہو، وہاں اعتکاف کرنا افضل ہے۔ نیز جس مسجد میں اہل اللہ کے مواعظ و دروس ہوتے ہوں اور ان کے دم سے وہاں اصلاح وارشاد کا سلسلہ قائم ہو تو اس مسجد میں اس نیت کے ساتھ کہ مجھے فائدہ پہنچے گا، اعتکاف کرنا بلاشبہ افضل و بہتر ہے۔ البتہ خواتین کے لئے اپنے گھر کے کسی مخصوص کمرے کے ایک گوشہ میں معتکف ہونا اچھی بات ہے۔

اعتکاف نام ہے خانۂ خدا میں عبادت کی نیت کے ساتھ ٹھہرنے کا۔ یہاں اعتکاف کی شرعی تعریف بیان کرنا مقصود نہیں، اس کے لئے مسائل کی کتابیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اعتکاف میں بندہ خود کو خدا کے گھر میں لاکر ڈال دیتا ہے اور بزبانِ حال یوں گویا ہوتا ہے کہ: ”یا اللہ! تیری رضا کے لئے دن بھر بھوکا پیاسا رہتا ہوں، تیرے حکم پر رکوع وسجود بجالاتا ہوں، تیرے ارشاد کے موافق زکوٰۃ وفطرانہ ادا کرتا ہوں، تیری کتاب قرآن کریم کی تلاوت کرکے تجھ سے ہم کلام ہوتا ہوں،

تیرا ذکر کر کے اپنے دل کو تیرے لئے صاف کرتا ہوں، تیرے محبوب پیغمبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ ناز میں درود شریف کا ہدیہ پیش کر کے تیری رحمت کا سوالی بنتا ہوں، اب میں تیرے گھر میں آپڑا ہوں اور تیری رحمت و مغفرت، تیری رضا ورضوان، تیری جنت کا طالب ہوں، تیرے غیظ و غضب سے خائف، تیرے عذاب و ناراضی سے ڈرا ہوا اور تیری جہنم سے چھٹکارے کا طلبگار ہوں، اب تیرے گھر سے تجھ کو منا کر ہی اٹھوں گا۔''

من نہ گویم کہ طاعتم بپذیر
قلم عفو برگناہ ہم کش

یعنی: خدایا! میں یہ نہیں کہتا کہ آپ میری عبادت قبول کرلیں، بلکہ میری تو یہ التجا ہے کہ میرے گناہوں کے دفتر پر معافی کا قلم کھینچ دیں۔

عشرہ اخیرہ میں دوسری اہم و امتیازی خصوصیت شب قدر ہے۔ قرآن کریم میں پوری ایک سورت ''سورۃ القدر'' اس کی شان میں اتاری گئی ہے۔ یہ شب ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ گویا پچھلی امتیں جو زیادہ عمر والی ہوتی تھیں اور اس بنا پر زیادہ عبادتیں کرنے کے مواقع پالیتی تھیں، اس امت کی کم عمری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تھوڑے عمل پر زیادہ اجر و ثواب کی بشارت دے دی ہے اور یوں ہمیں کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب سمیٹ لینے کے مواقع میسر ہیں۔ اس لئے اس رات کی بے قدری بالکل نہیں کرنا چاہئے۔ یہ رات تو ہے ہی قدر والی، اس کی قدر کر کے ہم اپنی قدر بڑھا سکتے ہیں اور اس شب کی بے قدری خدانخواستہ میزانِ اعمال میں ہمارے اعمال کی بے قدری کا باعث ہوسکتی ہے۔

یوں تو رمضان کی پہلی رات ہی سے شب قدر کی تلاش شروع کر دینی چاہئے، اگرچہ مختلف احادیث کی بنا پر شب قدر کا آخری عشرہ میں ہونا زیادہ متوقع ہے، لیکن شروع رمضان ہی سے ہر رات کی قدر اور اس میں حسب توفیق عبادات الٰہی میں مشغول رہنا، دراصل ہمیں شب قدر کی برکات کے حصول کے لئے مستعد و تیار رکھنے کا ذریعہ ہے، اس طرح ہماری ہر رات شبِ قدر بن سکتی ہے۔ جیسے ایک اللہ والے نے فرمایا:

اے دوست چہ پرسی کہ شب قدر کیستی
ہر شب، شبِ قدر است گر قدر بدانی

یعنی: میرے دوست! تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ شب قدر کب ہوگی؟ اگر تم قدردان بنو تو ہر رات شب قدر ہوسکتی ہے۔

فقیہ امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اس بات کے قائل ہیں کہ جو شخص تمام سال ہر رات میں جاگا کرے وہ شب قدر کو پاسکتا ہے، یعنی شب قدر سال میں کسی نہ کسی رات آسکتی ہے۔ آپؓ کے اس ارشاد سے مقصود یہ ہے کہ لوگ صرف ایک ہی رات پر تکیہ کر کے نہ بیٹھ جائیں، بلکہ زندگی کی ہر رات کو قیمتی بنائیں، ورنہ ظاہر ہے کہ احادیث نبویہ شب قدر کے رمضان کے آخری عشرہ میں ہونے پر دال ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کی تلاش میں خود بھی ہمیشہ اعتکاف بیٹھے اور آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کا بھی تاحیات یہی معمول رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو شب قدر کی تلاش میں رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اس کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوکر صبح صادق تک رہتا ہے۔ اس شب میں عبادت کرنے

واقعہ لاہور کے شہدا کے ورثاء کو دیت ادا کی جائے

گوجرانوالہ (حماد ارشد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ گستاخ رسول ملک فرانس کے سفیر کو ملک بدر کیا جائے۔ وہ یہاں اپنے اعزاز میں جامعہ عثمانیہ پوڈانوالہ چوک کے اندر دی گئی افطار پارٹی سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حکمران ادھر ریاست مدینہ کا نام لیتے ہیں اور ادھر گستاخ ممالک سے سفارتی تعلقات برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ تحریک لبیک کی قیادت سے کئے گئے معاہدوں پر عمل درآمد کیا جائے۔ گستاخ رسول کی سزا کا قانون کسی مسلک اور مکتب فکر کا مطالبہ نہیں بلکہ تعزیرات پاکستان کا حصہ ہے۔ حکمران یہود و نصاریٰ کی خوشنودی کی پالیسی کو ترک کر کے اسلامیان پاکستان کے متفقہ مطالبہ اور نوشتۂ دیوار پڑھیں۔ امریکی مطالبات اور یورپی تہذیب کے نفاذ کو کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا۔ مولانا محمد عارف شامی نے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ مولانا محمد اشرف مجددی نے کہا کہ ناموس رسالت کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس کے قانون کی بھی حفاظت کی جائے گی۔ انہوں نے کہا لاہور میں خون کی ہولی کھیلنے والوں کو قانون کے دائرے میں لایا جائے اور شہداء لاہور کے ورثاء کو دیت ادا کی جائے۔

والے سے فرشتے مصافحہ کرتے اور اسے سلام کہتے ہیں اور اس کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے استفسار پر انہیں شب قدر کی یہ دعا تعلیم فرمائی ہے:’’اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ‘‘ (یااللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں، یااللہ! مجھے بھی معاف کردیجئے)۔

رمضان کے آخری عشرہ کا اختتام لیلۃ الجائزہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ انعام والی رات ہے۔ پورا مہینہ اہل ایمان روزے، تراویح، تلاوت، دعا اور دیگر عبادات کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خوش ہوکر اس رات میں انہیں نوازتے ہیں۔ حضرت ابو امامہ، حضرت ابودرداء اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے مروی ہے کہ عیدین (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) کی راتوں میں عبادت کرنے والے کا دل اس دن مردہ نہیں ہوگا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوجائیں گے۔ اس کی تشریح میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ لکھتے ہیں:’’یعنی فتنہ وفساد کے وقت جب لوگوں کے قلوب پر مردنی چھا جاتی ہے، ان کا دل زندہ رہے گا۔ اور ممکن ہے کہ صور پھونکے جانے کا دن مراد ہو کہ ان کی روح بے ہوش نہ ہوگی۔‘‘(فضائل رمضان)

عیدین کی رات ان راتوں میں سے ہے جس میں مانگی جانے والی دعائیں رد نہیں ہوتیں۔ اس لئے ہمیں اس رات بازاروں میں گھومنے پھرنے اور فضولیات میں ضائع کرنے کی بجائے عبادت پر زور دینا چاہئے۔ عید کی خریداری رمضان سے پہلے کرلینا اچھی بات ہے، تاکہ رمضان کی قیمتی راتیں اور عید کی اہم رات خریداری کے نام پر نہ گزر جائیں۔

اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ جہاں راتوں کو جاگ کر عبادت کرنے کی فضیلت مذکور ہے، وہاں اس سے مراد پوری رات جاگنا نہیں ہے، بلکہ طبیعت کی چستی اور نشاط کے ساتھ جس قدر جاگنا ممکن ہو، جاگ کر عبادت کرلی جائے۔ طبیعت پر بوجھ نہیں بنانا چاہئے۔ ایک حدیث میں تو عشاء کی نماز باجماعت اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے پر پوری رات کی عبادت کا ثواب لکھا جانا بھی وارد ہوا ہے۔ لہٰذا نفل عبادت کے لئے رات بھر جاگ کر فرض سے غافل ہوجانا بڑے گھاٹے کا سودا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کے گزرتے دنوں اور بیتتی راتوں کی قدردانی نصیب فرمائیں۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

مولانا مفتی عثمان غنی رحمۃ اللہ علیہ چیچہ وطنی

مولانا مفتی عثمان غنی رحمۃ اللہ علیہ جمعیت علماء اسلام کے صوبائی راہنماؤں میں سے تھے۔ ملک کے نامور دینی ادارہ جامعہ احسن العلوم کراچی کے فاضل تھے۔ علوم اسلامیہ کی تحصیل کے بعد اپنے آبائی علاقہ چیچہ وطنی کو اپنا مستقر اور ہیڈ کوارٹر بنایا ملتان لاہور بائی پاس روڈ پر بنات کا مدرسہ بنایا۔ جس میں درجنوں بچیاں زیر تعلیم ہیں اور اس مدرسہ میں علوم اسلامیہ پڑھائے جاتے ہیں۔ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام سے وابستہ رہے اور جمعیت علماء اسلام صوبہ پنجاب کے عہدیدار بھی رہے۔ ان کی پوری زندگی دینی علوم اور دینی قوانین کے تحفظ میں گزری۔ پرویز مشرف کے منحوس دور میں بڑی جرأت مندی اور بہادری کے ساتھ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کوشاں رہے۔ چیچہ وطنی اور گردونواح میں قادیانیت کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھتے، اگر کہیں کوئی ایسی سرگرمی نظر آتی تو ضلعی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی اور مولانا مفتی ظفر اقبال کے ساتھ مل کر اس کی انسدادی تدابیر اختیار کرتے۔ مختلف دینی اجتماعات اور پروگراموں میں ان سے ملاقاتیں رہی ہیں۔ جب بھی ملاقات ہوتی تو فرماتے مولانا! مجھے ختم نبوت کا اعزازی مبلغ سمجھئے۔ کوئی مسئلہ ضلع ساہیوال کی حد تک ہوتو بھرپور کوشش کروں گا۔ مضافاتی قصبہ چک نمبر ۳۰ میں قادیانیوں کی خاصی آبادی ہے۔ مولانا مفتی ظفر اقبال، مولانا عبدالحکیم نعمانی اور ان کی مساعی جمیلہ سے ۴۲ مرلہ پر مشتمل زمین حاصل کرکے مسجد، مدرسہ کی تعمیر کے لئے ساعی رہے۔ الحمدللہ! اب وہاں طویل وعریض جامع مسجد، امام وخطیب کے فیملی کوارٹر بن چکے ہیں۔ معروضی حالات میں ان کی کمی شدت سے محسوس کی جارہی ہے اور کی جاتی رہے گی۔ مارچ کا مہینہ اہل حق کے لئے سخت ثابت ہوا۔ موصوف ماہ مارچ میں سپرد خدا ہوئے ان کی تعزیت کے لئے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن حفظہ اللہ نے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی جنرل سیکریٹری مولانا عبدالغفور حیدری مدظلہ تشریف لائے۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

شبِ قدر کی فضیلت واہمیت

مولانا محمد عمر قاسمی

ماہ رمضان المبارک کی خصوصیت ہے کہ جب بھی آتا ہے اپنے ساتھ امت محمدیہ کے لئے انوارات و برکات سے بھرپور تحفے لے کر آتا ہے اور اہل ایمان کی جھولیوں کو بھر کر رخصت ہو جاتا ہے۔ ہمیشہ کی طرح اب بھی رمضان کریم آخری ساعتوں کا مہمان ہے اور جاتے جاتے ایک ایسا تحفہ بندگان خدا کی جھولی میں ڈال کر جا رہا ہے جسے اسلامی دنیا میں ''شبِ قدر'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جی ہاں! وہی ''شب قدر'' جس کی عظمت سے فکر انسانی کو واقف کروانے کے لئے اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

''لَیلَۃُ الْقَدرِ خَیرٌ مِّنَ اَلفِ شَھرٍ.'' (سورۃ قدر)

ترجمہ: ''شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔'' (القرآن)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار حضرات، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت حزقیل علیہ السلام، حضرت یوشع بن نوح علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ ان حضرات نے اسی اسی برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اس کی نافرمانی نہیں کی، اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو تعجب ہوا۔ فوراً ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ کی امت کو ان حضرات کے اسی اسی برس عبادت کرنے پر تعجب ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیز بھیجی ہے، چنانچہ آپ نے سورۃ القدر پڑھ کر سنائی اور فرمایا یہ اس سے بہتر ہے جس پر آپ اور آپ کی امت کو تعجب ہو رہا ہے۔ یہ سن کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوش ہو گئے۔ (الدر المنثور)

یعنی ایک ہزار سال تک کی عبادت سے بھی اس ایک رات کی عبادت کی برابری نہیں ہو سکتی، اگر مسلمان تھوڑی سی بھی کوشش کر لیں تو اس رات ان کی مغفرت کا، بخشش کا سامان بھی ہو جاتا ہے اور دنیا اور آخرت بھی درست ہو جاتی ہے۔ یہی وہ رات ہے جب ہم اپنے رب کو منا بھی سکتے ہیں اور منوا بھی سکتے ہیں۔

جی ہاں! یہی وہ رات ہے جب لوح محفوظ سے قرآن کریم کو روئے زمین پر اتارا گیا۔ یہی وہ رات ہے کہ جب حضرت آدمؑ کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا۔ یہی وہ رات ہے جب حضرت عیسیٰؑ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اسی رات کو بنی اسرائیل کی توبہ قبول کی گئی۔ اسی رات میں آسمان کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ اسی رات کو آسمان سے فرشتے اتر کر اللہ کے نیک بندوں (مومنین) کو سلام پیش کرتے ہیں، ان سے مصافحہ کرتے ہیں، ان کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں اور یہی اس رات کی افضلیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں نازل ہوتے ہیں اور ہر اس بندے کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر اللہ کے ذکر و عبادت میں مشغول ہوتا ہے، اور جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں کی عبادت پر فخر فرماتے ہیں (اس لئے کہ انہوں نے آدمیوں پر طعن کیا تھا) اور ان سے دریافت فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! اس مزدور کا جو اپنی خدمت پوری پوری ادا کر دے کیا بدلہ ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی اجرت پوری دے دی جائے، تو ارشاد ہوتا ہے کہ: ''فرشتو! میرے غلاموں نے اور باندیوں نے میرے فریضہ کو پورا کر دیا، پھر دعا کے ساتھ چلاتے ہوئے عیدگاہ کی طرف نکلے ہیں، میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم، میری بخشش کی قسم، میرے علوِ شان کی قسم، میرے بلند مرتبے کی قسم، میں ان لوگوں کی دعا ضرور قبول کروں گا، پھر

ان لوگوں کو خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ جاؤ تمہارے گناہ معاف کر دیئے ہیں اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ پس یہ لوگ عیدگاہ سے ایسے حال میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔'' (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے عبادت کرے، تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

دوسری حدیث مبارکہ میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے اوپر ایک ایسا مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو شخص اس رات سے محروم ہو گیا گویا وہ ساری ہی خیر سے محروم ہو گیا۔'' (ابن ماجہ، کتاب الصیام)

پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ: ''انسانوں کے سردار آدمؑ ہیں، اہل فارس کے سردار حضرت سلمان فارسیؓ ہیں، رومیوں کے سردار حضرت صہیب رومیؓ ہیں، حبشیوں کے سردار حضرت بلال حبشیؓ ہیں، تمام شہروں کا سردار مکہ مکرمہ ہے، تمام وادیوں کی سردار وادی بیت المقدس ہے، تمام دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے، تمام راتوں کی سردار شب قدر اور تمام کتابوں کی سردار قرآن پاک ہے۔ حضرت شیخ جیلانیؒ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ شب قدر تمام راتوں کی سردار ہے اور کیوں نہ ہو کہ اللہ رب العزت نے اس کا تذکرہ خود کلام پاک میں فرمایا ہے جو تمام کلاموں کا سردار ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس طرح قرآن کریم تمام کلاموں کا سردار ہے اسی طرح شب قدر تمام راتوں کی سردار ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی آسانی کے لئے کچھ نشانیاں بھی بیان فرمائی ہیں جن کو سامنے رکھ کر شب قدر کو تلاش کیا جاسکتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: ''وہ رات (شب قدر) نورانی اور چمکدار ہوتی ہے نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ ٹھنڈی'' اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے۔ (رات میں آسمان پر انگارہ اور شعلہ سا جو بھاگتا ہوا نظر آتا ہے وہ اس رات میں نہیں ہوتا) شب قدر کی صبح کو نکلنے والا سورج چاند کی مانند ہوتا ہے، شعاؤں اور کرنوں کے بغیر طلوع ہوتا ہے، سمندر کا کڑوا پانی بھی اس رات میٹھا پایا جاتا ہے۔ (الدرمنثور) اس رات میں انوارات کی کثرت ہوتی ہے۔'' (قرطبی)

اس مبارک رات کو پانے کے لئے آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم خود آخری عشرے میں تندہی سے عبادت میں مشغول رہتے تھے بلکہ اپنے گھر کے تمام افراد کو بھی اس کے لئے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ:

''جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے یعنی پوری رات عبادت اور ذکر و دعا میں مشغول رہتے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں کی طاق راتوں میں۔

(بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جن کا شمار اکابر صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امیر المومنین حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں دیگر صحابہ کرامؓ بھی تشریف فرما تھے، حضرت عمرؓ نے ان سے سوال کیا کہ'' رسول اللہ! نے فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو، تم لوگوں کا کیا خیال ہے کہ وہ کون سی رات ہو سکتی ہے؟ کسی نے کہا اکیسویں، کسی نے کہا تئیسویں، کسی نے کہا پچیسویں، کسی نے کہا ستائیسویں، میں خاموش بیٹھا رہا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بھئی تم بھی کچھ بولو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ہی نے تو فرمایا تھا کہ جب یہ بولیں تو تم نہ بولنا۔ آپؓ نے فرمایا بھئی تمہیں تو اسی لئے بلایا گیا ہے کہ تم بھی کچھ بولو۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کو ذکر فرمایا ہے، مثلاً سات آسمان پیدا فرمائے، سات زمینیں پیدا فرمائیں، انسان کی تخلیق سات درجات میں فرمائی، انسان کی غذا کے لئے زمین سے سات چیزیں پیدا فرمائیں اسی لئے میری سمجھ میں تو یہی آتا ہے کہ شب قدر ستائیسویں شب ہوگی۔ بات پوری مکمل ہو جانے کے بعد سیدنا عمرؓ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم سے وہ بات نہ ہو سکی جو اس بچے نے کہہ دی جس کے سر کے بال بھی ابھی مکمل نہیں آئے۔ بخدا! میرا بھی یہی خیال ہے جو یہ کہہ رہا ہے۔'' (شعب الایمان)

امت محمدیہ پر اماں عائشہؓ کے جہاں اور

بہت سے احسانات ہیں وہیں آپ نے ایک یہ احسان بھی فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا کہ اس رات (یعنی شب قدر کی رات) میں کون سی دعا مانگیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہؓ کے استفسار پر پوری امت کو دعا بتائی جو آج بھی امت مسلمہ کے لئے انمول تحفہ ہے۔ جسے امام ترمذیؒ کچھ یوں روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے بتائیے کہ اگر میں معلوم کرلوں کون سی رات شب قدر ہے، تو میں اس رات اللہ سے کیا عرض کروں اور کیا دعا مانگوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ عرض کرو:

”اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ“

ترجمہ: اے میرے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا ہے اور بڑا کرم فرما ہے اور مجھے معاف کردینا تجھے پسند ہے، پس تو میری خطائیں معاف فرمادے۔“ (ترمذی)

اس لئے تمام اہل ایمان کو چاہیۓ کہ وہ شب قدر کی مبارک رات کو تلاش کریں۔ طاق راتوں میں جس قدر ہو سکے نفل نماز، تلاوت قرآن، ذکر و تسبیح میں مشغول رہیں۔ التجا کرتے ہوئے اللہ رب العزت سے نیک اعمال کرنے کی ہمت و طاقت طلب فرمائیں، اپنے گناہوں کی بخشش طلب فرمائیں اور اپنے لئے اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب کے لئے دعائے خیر کریں اور تمام مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ پورے عالم اسلام کے مظلوم مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور خصوصاً ملک پاکستان کے لئے دعا کریں کہ اللہ رب العزت ہمارے ملک کی اندرونی و بیرونی، نظریاتی، فکری و جغرافیائی سرحدوں کی ہر قسم کے شرور و فتن سے حفاظت فرمائیں اور اسے ہمیشہ قائم دائم رکھیں۔ یقیناً وہ ذات رحمٰن ورحیم ہے، گناہ گاروں کو بخشنے والی ہے، اور ہر کلمہ گو کی حاجات کو سن کے پورا فرمانے والی ہے۔

☆☆..................☆☆

فرانسیسی سفیر کو پاکستان سے نکال کر گستاخوں کو سخت جواب دیا جائے

کراچی (پ ر) ہم تحریک لبیک پاکستان کے کارکنان پر ظلم وتشدد کی سخت مذمت کرتے ہیں۔ تحریک لبیک نے تحفظ ناموس رسالت کے لئے جو مثبت اقدام اٹھائے، اس کی تائید کرتے ہیں۔ فرانسیسی سفیر کو فوری ملک بدر کیا جائے۔ ناموس رسالت پر کوئی سمجھوتا نہیں کیا جاسکتا۔ حکومت نے ظلم و بربریت کی حدیں پار کرلیں، حکومت کا یہ اسلام دشمنی پر مبنی اقدام اسے لے ڈوبے گا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد اور دیگر نے اپنے اخباری بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ کی تاریخ اور خصوصاً پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت پر کبھی سمجھوتا نہیں کیا گیا۔ گستاخ رسول کسی رعایت کا مستحق نہیں ہوتا۔ فرانس حکومت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ خاکے شائع کئے، جس سے مسلمانوں کے دل چھلنی ہوئے، عالم اسلام اس کے خلاف سراپا احتجاج ہوا لیکن فرانس کی حکومت نے اس پر ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا۔ فرانس حکومت کی شہ پر کارٹونسٹ ٹوئٹ کرتا ہے کہ اس کے خلاف احتجاج کرنے والوں کو پاکستانی حکومت نے جیل میں ڈالا ہوا ہے۔ پاکستانی حکومت فرانس کے جذبات کی نمائندہ ہے یا اسلامیانِ پاکستان کی؟ جب حکومت نے تحریک لبیک کے ساتھ معاہدہ میں فرانسیسی سفیر کو ملک سے نکالنے پر اتفاق کرلیا تھا تو اس معاہدہ پر عمل درآمد کیوں نہیں کیا گیا؟ حکومت کی وعدہ خلافی کی وجہ سے خانہ جنگی اور انارکی کی نوبت آئی۔ اپنے ہی لوگوں پر شیلنگ کی گئی، کیا احتجاج کرنے والے دشمن ملک کے لوگ تھے؟ ہم اس ظلم وقتال اور گرفتاریوں کی سخت مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ فوری طور پر معاہدہ پر عمل درآمد کیا جائے اور فرانسیسی سفیر کو پاکستان سے نکال کر گستاخوں کو سخت جواب دیا جائے۔ گرفتار افراد کو رہا کیا جائے اور شہداء کے قاتلوں کو سخت سزادی جائے۔ ہم حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ اعلیٰ عدالتی سطح پر اس المناک حادثہ کی تحقیقات کروائی جائیں تاکہ ان ملک دشمن اور سازشی عناصر کے عزائم کو بے نقاب کیا جاسکے، جو ملک میں افراتفری اور خانہ جنگی کا ماحول پیدا کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

گنبدِ خضراء (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی حفاظت

میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار

بیان: شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

ترتیب: مولانا قاضی محمد شمس الدین نقشبندیؒ

۱۳۴۳ھ میں سعودی فرماں روا عبدالعزیز بن سعود کی حکومت نے مذہبی حوالے سے جو متنازع اقدامات کئے، ان میں سے جنت المعلی اور جنت البقیع کے مزاراتِ مقدسہ پر بنے ہوئے قبوں کی مسماری کا معاملہ بھی تھا۔ اہلِ سعود کا یہ اقدام یہیں تک محدود نہیں تھا، بلکہ اگلے مرحلے میں گنبدِ خضراء کی مسماری بھی ان کا ہدف تھا، اس دوران امت مسلمہ میں سعودی حکومت کے بارے میں بڑے ناپسندیدہ جذبات پیدا ہوگئے اور دنیا بھر کے علماء کرام اور مذہبی پیشواؤں نے ان کی فہمائش کی کوشش کی، جس کے نتیجہ میں شاہ عبدالعزیز بن سعود نے اسی سال حج کے موقع پر اسی موضوع پر ایک کانفرنس کا انعقاد کیا، جس میں علماء ہند میں سے حضرت مفتی اعظم ہند مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور چند دیگر علماء کرام کو بطور خاص مدعو کیا گیا تھا۔ اس کانفرنس میں سلطان عبدالعزیز بن سعود نے اپنے موقف کو توحید پرستی پر مبنی قرار دیتے ہوئے کسی کی پرواہ نہ کرنے کا عزم ظاہر فرمایا، تو جوابی تقریر کے طور پر حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے شاہ ابنِ سعود کے نقطۂ نظر کی جو علمی تنقیح، تردید اور تصحیح فرمائی، اس سے نہ صرف یہ کہ سعودی فرماں روا لاجواب ہوگئے، بلکہ مزید اقدامات جن میں گنبدِ خضراء کی توہین آمیز مسماری بھی شامل تھی، اس سے باز آگئے، اس طرح گنبدِ خضراء کا مہبطِ انوار منظر، علماء دیوبند کے سرخیل، بانیٔ پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا عظیم کارنامہ ہے۔ علامہ عثمانیؒ کی یہ تقریر اپنی سابقہ تمہید کے ساتھ قارئین کے جذبۂ عقیدت کی نذر کی جارہی ہے۔ (ادارہ)

”فقیر نے یہ مضمون بغور پڑھا اور فقیر کو بہت پسند آیا ہے، یہی مسلک فقیر کے اساتذۂ مشائخ کا تھا رحمہم اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ جناب قاضی محمد شمس الدین صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے کافی محنت سے یہ مضمون پرانی تحریروں سے ڈھونڈ نکالا اور پھر نئی ترتیب سے نوک پلک درست کرکے ذی علم حضرات کے سامنے پیش کیا جو ایک قیمتی تحفہ ہے۔ اس مضمون کی عام اشاعت ہونی چاہئے اور اسلامی دینی اخباروں، رسالوں کو اس قیمتی مضمون کو اپنے اپنے مجلات میں جگہ دینی چاہئے۔“

فقط:... فقیر خان محمد عفی عنہ، ساکن خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی

سن ۱۳۴۳ ہجری میں سلطان ابنِ سعود نے حجاز مقدس کی سرزمین پر قبضہ کرلیا اور حرمین شریفین کے جنت معلیٰ اور جنت بقیع کے مزاروں کے قبے گرادیئے جس کی وجہ سے عام طور پر عالم اسلام کے مسلمانوں میں سخت ناراضگی پیدا ہوگئی تو سلطان نے سن ۱۳۴۳ ہجری کے موقع حج پر ایک مؤتمر منعقد کی، جس میں ہندوستان کے علماء کرام کی طرف سے حضرت مفتی کفایت اللہؒ جمعیت علماء ہند دہلی، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، علامہ سیّد سلیمان ندویؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا شوکت علیؒ اور دیگر علماء کرام بھی شامل ہوئے۔

سلطان ابنِ سعود کی تقریر:

اس موقع پر سلطان ابنِ سعود نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

(الف) ”چار اماموں کے فروعی اختلافات میں ہم تشدد نہیں کرتے لیکن اصل توحید اور قرآن و حدیث کی اتباع سے کوئی طاقت ہمیں الگ نہیں کرسکتی خواہ دنیا راضی ہو یا ناراض۔“

(ب) ”یہود و نصاریٰ کو ہم کیوں کافر کہتے ہیں؟ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ غیر اللہ کی پرستش کرتے ہیں، لیکن ساتھ یہ بھی کہتے ہیں

کہ: ’’مَا نَعۡبُدُھُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَا اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی‘‘ (یعنی ہم ان کی پوجا وعبادت اللہ تعالیٰ کے تقرب ورضا حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں) تو جو لوگ بزرگان دین کی قبروں کی پرستش اوران کے سامنے سجدے کرتے ہیں، وہ بت پرستوں ہی کی طرح کافرومشرک ہیں۔‘‘

(ج) ’’جب حضرت عمرؓ کو پتہ چلا کہ کچھ لوگ وادیٔ حدیبیہ میں شجرۃ الرضوان کے پاس جاکر نمازیں پڑھتے ہیں تو حضرت عمرؓ نے اس درخت کو ہی کٹوا دیا تھا کہ آئندہ خدانخواستہ لوگ اس درخت کی پوجا نہ شروع کردیں۔‘‘

سلطان کا مطلب یہ تھا کہ قبے گرانا بھی درختِ رضوان کو کٹوانے کی طرح ہی ہے۔ ہندوستان کے تمام علماء کرام نے یہ طے کیا کہ ہماری طرف سے شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندیؒ سلطان ابنِ مسعود کی تقریر کا جواب دیں گے۔

مولانا عثمانیؒ کی ایمان افروز تقریر:

مولانا عثمانیؒ نے پہلے تو اپنی شاندار پذیرائی اورمہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد فرمایا:

(الف) ’’ہندوستان کے اہل سنت علماء کرام پوری بصیرت کے ساتھ تصریح کرکے کتاب اللہ اورسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر پورا زورصَرف کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکمل اتباع میں ہی ہر کامیابی ہے لیکن کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مواقعِ استعمال کو سمجھنا ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں۔ اس کے لئے صائب رائے اور صحیح اجتہاد کی اشد ضرورت ہے۔

۱:... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور اس بات کا بالکل خیال نہ رکھا کہ دنیا کیا کہے گی۔ دوسری طرف خانہ کعبہ کو گرا کر بنائے ابراہیمی پر تعمیر کرنے سے نئے نئے مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رُک گئے تاکہ دنیا والے یہ نہ کہیں کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے خانہ کعبہ ڈھا دیا۔ دونوں موقعوں کا فرق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہادِ مبارک پر موقوف ہے۔

۲:... اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: ’’جَاھِدِ الۡکُفَّارَ وَالۡمُنٰفِقِیۡنَ وَاغۡلُظۡ عَلَیۡھِمۡ‘‘ (یعنی کفار ومنافقین سے جہاد کرواوران پر سختی کرو) ایک طرف تو اس حکمِ خداوندی کا تقاضا ہے کہ کفار ومنافقین کے ساتھ سختی کی جائے اور دوسری طرف آپ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ پڑھادی۔ پھر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ منافقین کو قتل کردیا جائے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات منظور نہ فرمائی۔ خَشۡیَۃَ اَنۡ یَّقُوۡلَ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا یُّقۡتِلُ اَصۡحَابَہٗ (یعنی اس اندیشہ کے پیش نظر کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں، حالانکہ یہ دونوں باتیں ’’وَاغۡلُظۡ عَلَیۡھِمۡ‘‘ سے بظاہر مطابقت نہیں رکھتیں تو اس فرق کو سمجھنے کے لئے بھی مجتہدانہ نظر کی ضرورت ہوتی ہے جو ہما وشما کے بس کی بات نہیں اور ایسے مواقع پر فیصلہ کرنے کے لئے بڑے تفقہ اور مجتہدانہ بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے کہ نص کے تقاضے پر کہاں عمل کیا جائے گا اورکس طرح عمل کیا جائے گا۔ یہ تفقہ اوراجتہاد کی بات ہے۔

(ب) سجدۂ عبادت اور سجدۂ تعظیم کا فرق بیان کرتے ہوئے مولانا عثمانیؒ نے فرمایا: ’’اگر کوئی شخص کسی قبر کو یا غیر اللہ کو سجدۂ عبادت کرے تو وہ قطعی طور پر کافر ہوجاتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر سجدہ سجدۂ عبادت ہی ہو جو شرکِ حقیقی اور شرکِ جلی ہے، بلکہ وہ سجدۂ تحیت بھی ہوسکتا ہے جس کا مقصد دوسرے کی تعظیم کرنا ہوتا ہے اور یہ سجدۂ تعظیمی شرکِ جلی کے حکم میں نہیں ہے۔ ہاں ہماری شریعت میں قطعاً ناجائز ہے اوراس کے مرتکب کو سزا دی جاسکتی ہے، لیکن اس شخص کو مشرک قطعی کہنا اور اس کے قتل اور مال ضبط کرنے کو جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ خود قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سجدہ کرنے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں اور والدین کے سجدہ کرنے کا ذکر موجود ہے اورمفسرین کی عظیم اکثریت نے اس سجدہ سے معروف سجدہ (زمین پر ماتھا رکھنا) ہی مراد لیا ہے اور پھراس کو سجدۂ تعظیمی ہی قرار دیا ہے۔ بہرحال اگر کوئی شخص کسی غیر اللہ کو سجدۂ تعظیمی کرے تو وہ ہماری شریعت کے مطابق گناہ گار ہوگا، لیکن اسے مشرک، کافر اورمباح الدم والمال قرار نہیں دیا جاسکتا اور اس بیان سے میرا مقصد سجدۂ تعظیمی کو جائز سمجھنے والوں کی وکالت کرنا نہیں بلکہ سجدۂ عبادت اور سجدۂ تعظیمی کے فرق کو بیان کرنا ہے۔ رہا مسئلہ قبوں کے گرانے کا، اگران کا بنانا صحیح نہ بھی ہو تو ہم قبوں کو گرادینا بھی صحیح نہیں سمجھتے۔ امیر

المومنین ولید بن عبدالملک عبشمی (اموی) نے حاکمِ مدینہ حضرت عمر بن عبدالعزیز عبشمی کو حکم بھیجا کہ امہات المومنین کے حجراتِ مبارکہ کو گرا کر مسجد نبوی کی توسیع کی جائے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز عبشمیؒ نے دوسرے حجرات کو گراتے ہوئے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ بھی گرا دیا، جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی قبریں ظاہر ہو گئیں تو اس وقت حضرت عمر بن عبد العزیزؒ اتنے روئے کہ ایسے روتے کبھی نہ دیکھے گئے تھے۔ حالانکہ حجرات کو گرانے کا حکم بھی خود ہی دیا تھا۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کو دوبارہ تعمیر کرنے کا حکم دیا اور وہ حجرۂ مبارکہ دوبارہ تعمیر ہوا۔

اس بیان سے میرا مقصد قبروں پر گنبد بنانے کی ترغیب دینا نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ قبور اعاظم کے معاملے کو قلوب الناس میں تاثیر اور دخل ہے جو اس وقت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بے تحاشا رونے اور اس وقت کے عالمِ اسلام کی آپ سے ناراضگی سے ظاہر ہے۔

(ج)...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درخت کو اس خطرہ سے کٹوا دیا تھا کہ جاہل لوگ آئندہ چل کر اس درخت کی پوجا شروع نہ کر دیں۔ بیعت رضوان ۶ ہجری میں ہوئی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصالِ پُر ملال ۱۱ ہجری میں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ اول کے عہد خلافت کے اڑھائی سال بھی گزرے لیکن اس درخت کو کٹوانے کا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال آیا اور اور نہ صدیق اکبرؓ کو۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ کی خلافتِ راشدہ قائم ہوئی۔ لیکن یہ بھی متعین نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی دس سالہ خلافت کے کون سے سال میں اس درخت کو کٹوانے کا ارادہ کیا۔ گو حضرت عمرؓ کی صوابدید بالکل صحیح تھی لیکن یہ گنبد تو صدیوں سے بنے چلے آ رہے تھے اور اس چودھویں صدی میں بھی کوئی آدمی ان کی پرستش کرتا ہوا نہیں دیکھا گیا۔

(د)...... رہا وہاں نماز پڑھنا، تو حدیثِ معراج میں آتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کو چار جگہ بُراق سے اتر کر نماز پڑھوائی۔ پہلے مدینہ میں اور بتایا گیا کہ یہ جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی ہے، دوسرے جبلِ طور پر کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ پھر مسکنِ حضرت شعیب علیہ السلام پر اور چوتھے بیت اللحم پر جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ (نسائی شریف، کتاب الصلوٰۃ، ص:80، مطبع نظامی کانپور سن 1296ھ)

۱:... پس اگر جبلِ طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھوائی گئی کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا تھا تو جبلِ ثور پر ہم کو نماز سے کیوں روکا جائے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی پہلی وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آئی تھی۔

۲:... مسکنِ شعیب علیہ السلام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھوائی گئی تو کیا غضب ہو جائے گا جو ہم مسکنِ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر دو نفل پڑھ لیں، جہاں حضور علیہ السلام نے اپنی مبارک زندگی کے اٹھائیس نورانی سال گزارے تھے۔

۳:...... جب بیت اللحم، مولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضور علیہ السلام سے دو رکعت پڑھوائی جائیں تو امت محمدیہ کیوں مولدِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو رکعت پڑھنے سے روکی جائے جبکہ طبرانی نے مقام مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اَنفَسُ البِقَاعِ بَعدَ المَسجِدِ الحَرَامَ فِي مَكَّةِ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے بعد مقام مولد النبی کریم علیہ التسلیم کو کائناتِ ارضی کا نفیس ترین ٹکڑا قرار دیا ہے۔

۴:... مسکنِ شعیب علیہ السلام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پناہ لی تھی، تو اس جگہ آپ سے دو نفل پڑھوائے گئے تو کون سی قیامت ٹوٹ پڑے گی جو ہم لوگ غارِ ثور جہاں حضور علیہ السلام نے تین دن پناہ لی تھی، دو نفل پڑھ لیں۔

سلطان ابنِ سعود کا جواب:

مولانا عثمانیؒ کے اس مفصل جواب سے شاہی دربار پر سناٹا چھا گیا۔ آخر سلطان ابنِ سعود نے یہ کہہ کر بات ختم کی کہ:

"میں آپ کا بہت ممنون ہوں اور آپ کے بیان اور خیالات میں بہت رفعت اور علمی بلندی ہے، لہٰذا میں ان باتوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ ان تفاصیل کا بہتر جواب ہمارے علماء کرام ہی دے سکیں گے۔ ان سے ہی یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں۔" ☆☆

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی

سیرتِ پاک کے چند روشن ابواب

قسط:۱۵

حافظ محمود راجا، سجاول

غزوہ تبوک مشہور غزوہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ روم کا بادشاہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہا ہے اور بہت بڑا لشکر لے کر شام کے راستے مدینہ کو آ رہا ہے، اس خبر پر ۵ رجب المرجب ۹ ہجری پنج شنبہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقابلے کے لئے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوگئے، چونکہ زمانہ سخت گرمی کا تھا اور مقابلہ بھی سخت تھا، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اعلان فرما دیا تھا کہ روم کے بادشاہ سے مقابلے کے لئے چلنا ہے تیاری کر لی جائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کے لئے چندہ فرمایا، یہی لڑائی ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ گھر کا کل سامان لے آئے اور جب ان سے پوچھا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ تو فرمایا کہ ان کے لئے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ آیا اور حضرت عمرؓ گھر کے پورے سامان میں سے آدھا لے آئے اور حضرت عثمان غنیؓ نے ایک تہائی لشکر کا پورا سامان مہیا فرمایا اور اسی طرح ہر شخص اپنی حیثیت سے زیادہ ہی لایا، اس کے باوجود چونکہ عام طور پر سے تنگی تھی، اس لئے دس دس آدمی ایک اونٹ پر تھے کہ نوبت بہ نوبت اس پر سوار ہوتے تھے اس لئے اس لڑائی کا نام "جیش العسرۃ" (تنگی کا لشکر) بھی تھا۔ یہ لڑائی نہایت ہی سخت تھی کہ سفر بھی دور کا تھا اور موسم بھی اس قدر سخت کہ گرمی کی انتہا نہیں تھی اور اس کے ساتھ ہی مدینہ طیبہ میں کھجوریں پکنے کا زمانہ زور پر تھا کہ سارے باغ بالکل پکے ہوئے کھڑے تھے اور کھجور ہی پر مدینہ طیبہ والوں کی زندگی کا زیادہ دارومدار تھا کہ سال بھر کی روزی کے جمع کرنے کا یہی زمانہ تھا، ان حالات میں یہ وقت مسلمانوں کے لئے نہایت سخت امتحان کا تھا کہ ادھر اللہ تعالیٰ کا خوف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جس کی وجہ سے بغیر جائے نہ بنتی تھی اور دوسری جانب یہ ساری دقتیں کہ ہر وقت مستقل روک تھی۔ مگر ان سب کے باوجود اللہ کا خوف ان حضرات پر غالب تھا، راستہ میں جب قوم ثمود کی بستی پر گزر ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دامن مبارک سے اپنے چہرہ انور کو ڈھانپ لیا، اور اونٹنی کو تیز کر دیا اور صحابہ کرامؓ کو بھی حکم فرمایا کہ یہاں سے تیز چلو اور ظالموں کی بستی سے روتے ہوئے گزرو اور اس سے ڈرتے ہوئے گزرو کہ تم پر بھی خدانخواستہ وہ عذاب کہیں نازل نہ ہو جائے جو کہ ان پر نازل ہوا تھا۔ (اسلام خمیس)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز کے لئے تشریف لائے تو ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ کھل کھلا کر ہنس رہی تھی اور ہنسی کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو کثرت سے یاد کیا کرو تو جو حالت میں دیکھ رہا ہوں وہ پیدا نہ ہو، لہٰذا موت کو کثرت سے یاد کیا کرو، قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں وہ یہ آواز نہ دیتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں، تنہائی کا گھر ہوں، مٹی کا گھر ہوں، کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں۔ جب کوئی مومن قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا مبارک ہے، بہت اچھا کیا کہ تو آ گیا، جتنے آدمی زمین پر چلتے تھے تو ان سب میں مجھے زیادہ پسند تھا، آج جب تو میرے پاس آیا ہے تو میرے بہترین سلوک کو دیکھے گا، اس کے بعد وہ قبر جہاں تک مردے کی نظر پہنچ سکے وہاں تک وسیع ہو جاتی ہے اور ایک دروازہ اس میں جنت کا کھل جاتا ہے، جس سے وہاں کی خوشبوئیں اس کو آتی رہتی ہیں، اور جب کوئی بدکردار قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا نامبارک ہے، برا کیا جو تو آیا، زمین پر جتنے آدمی چلتے تھے ان سب میں تجھ ہی سے مجھے زیادہ نفرت تھی، آج جب تو میرے حوالے ہوا ہے تو میرے برتاؤ کو بھی دیکھ لے گا، اس کے بعد وہ قبر اس طرح سے اس کو دباتی ہے کہ پسلیاں آپس میں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں اور ستر اژدھے اس پر ایسے مسلط ہو جاتے ہیں کہ اگر ایک بھی زمین پر پھونکار مار دے تو اس کے اثر سے زمین پر گھاس تک باقی نہ رہے وہ اس کو قیامت تک ڈستے رہتے ہیں، اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ قبر یا جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا ہے۔(مشکوٰۃ)

حضرت حنظلہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا۔ جس سے قلوب نرم ہوگئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اپنی حقیقت ہمیں ظاہر ہوگئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر میں گھر آیا، بیوی بچے پاس آگئے اور کچھ دنیا کا ذکر وتذکرہ شروع ہوگیا اور بچوں کے ساتھ ہنسنا بولنا، بیوی کے ساتھ مذاق شروع ہوگیا اور وہ حالت جاتی رہی جو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تھی، دفعتاً خیال آیا کہ میں پہلے کس حال میں تھا، اب کیا ہوگیا، میں نے اپنے دل میں کہا تو منافق ہوگیا کہ ظاہر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو وہ حال تھا اور اب گھر میں آکر یہ حالت ہوگئی، میں اس پر افسوس اور رنج کرتا ہوا، اور یہ کہتا ہوا گھر سے نکلا کہ حنظلہ تو منافق ہوگیا، سامنے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لارہے تھے، میں نے ان سے عرض کیا کہ حنظلہ تو منافق ہوگیا، وہ یہ سن کر کہنے لگے: سبحان اللہ! کیا کہہ رہے ہو، ہرگز نہیں، میں نے صورت بیان کی کہ ہم لوگ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ اور جنت کا تذکرہ فرماتے ہیں تو ہم لوگ ایسے ہوجاتے ہیں گویا وہ دونوں ہمارے سامنے ہوں اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آجاتے ہیں تو بیوی بچوں اور جائیداد وغیرہ کے دھندوں میں پھنس کر اس کو بھول جاتے ہیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یہ بات تو ہم کو بھی پیش آتی ہے، اس لئے دونوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور جاکر حنظلہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں تو منافق ہوگیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہوئی؟ حنظلہؓ نے عرض کیا کہ جب ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ جنت اور دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تب تو ہم ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا وہ ہمارے سامنے ہے، لیکن جب خدمت اقدس سے چلے جاتے ہیں تو جاکر بیوی بچوں اور گھربار کے دھندوں میں لگ کر بھول جاتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تمہارا ہر وقت وہی حال رہے جیسا میرے سامنے ہوتا ہے تو فرشتے تم سے بستروں پر اور راستوں میں مصافحہ کرنے لگیں، لیکن حنظلہ بات یہ ہے گاہے گاہے، گاہے گاہے۔(احیاء مسلم)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دولت کدہ پر تشریف لائے تو میں نے چہرۂ انور پر ایک خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کچھ بات چیت نہیں فرمائی اور وضو فرماکر مسجد میں تشریف لے گئے، میں حجرہ کی دیوار سے لگ کر سننے کھڑی ہوگئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا۔ لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو، تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں، یہ کلمات طیبات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔(فضائل تبلیغ)

کعبؓ بن عجرہ کہتے ہیں ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہوجاؤ، ہم لوگ حاضر ہوگئے، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا: آمین، جب دوسرے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا: آمین، جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین! جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوکر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ آج ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو کہ پہلے کبھی نہ سنی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس وقت جبرئیل امین میرے سامنے آئے تھے، جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو، وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی ہو، میں نے کہا آمین، پھر جب میں نے دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے، میں نے کہا: آمین، جب میں نے تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں، میں نے کہا: آمین! درمنثور کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت جبرئیل امینؑ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آمین کہو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آمین۔ جس سے اور بھی زیادہ اہتمام معلوم ہوتا ہے۔(فضائل رمضان)

(جاری ہے)

شوال کے چھ روزے

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی، ریاض

ماہ شوال کے روزے رکھنا پورے سال روزے رکھنے کے مساوی، احادیث میں چھ روزے مسلسل رکھنے کا ذکر نہیں، لہٰذا یہ روزے ماہ شوال میں عیدالفطر کے بعد لگاتار بھی رکھے جاسکتے ہیں اور بیچ میں ناغہ کرکے بھی۔

شوال کے ۶ روزے واجب یا سنت؟:

قرآن وسنت میں شوال کے چھ روزوں کے واجب ہونے کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ اس وجہ سے امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ شوال کے یہ چھ روزے فرض یا واجب نہیں بلکہ سنت ہیں۔ شوال کے ان ۶ روزوں کے سنت ہونے پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ صرف امام مالکؒ نے اپنی کتاب موطا امام مالکؒ میں (رمضان کے فوراً بعد یعنی عیدالفطر کے دوسرے دن سے) ان چھ روزوں کے اہتمام کو مکروہ تحریر کیا ہے۔

بعض حضرات نے عیدالفطر کے فوراً بعد ان چھ روزوں کو رکھ کر ساتویں شوال کی شام کو ایک تقریب کی صورت بنانی شروع کردی تھی، ممکن ہے کہ اسی وجہ سے امام مالک رحمہ اللہ نے عیدالفطر کے دوسرے دن سے اہتمام کے ساتھ یہ چھ روزے رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہوتا کہ رمضان اور غیر رمضان کے روزوں میں فرق کیا جاسکے جیسا کہ امام قرطبیؒ نے تحریر کیا ہے کہ خراسان کے بعض حضرات نے رمضان کی طرح عیدالفطر کے بعد ان چھ روزوں کا اہتمام کیا۔ جمہور علماء کی رائے یہی ہے کہ شوال کے چھ روزے سنت ہیں اور عیدالفطر کے دوسرے دن سے ان روزوں کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔

شوال کے ۶ روزے رکھنے کی فضیلت:

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد ۶ دن شوال کے روزے رکھے تو وہ ایسا ہے گویا اس نے سال بھر روزے رکھے۔“

(صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

مذکورہ حدیث میں ”دہر“ کا لفظ آیا ہے جس کے اصل معنی زمانے کے ہیں، لیکن دیگر احادیث کی روشنی میں یہاں سال مراد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بشارت دی ہے کہ ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے والا اس قدر اجر وثواب کا حقدار ہوتا ہے کہ گویا اس نے پورے سال روزے رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے کریمانہ قانون کے مطابق ایک نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا ملتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مولانا ریاض درانی بھی اللہ کو پیارے ہوگئے

آپ ایک جید عالم دین اور اسلام کے ایک نڈر اور بے باک سپاہی تھے

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا سید عبداللہ شاہ، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عبدالعزیز، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار نے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما اور قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن کے دیرینہ اور قریبی ساتھی مولانا محمد ریاض درانی کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولانا ریاض درانی ایک جید عالم دین اور اسلام کے ایک نڈر اور بیباک سپاہی تھے مرحوم نے پوری زندگی جمعیۃ علماء اسلام کے پرچم کے سائے کے نیچے گزاری، جمعیت علماء اسلام ایک نظریاتی دوست سے محروم ہوگئی ہے۔ مولانا درانی کی تمام زندگی خدا کی زمین پر خدا کے نظام کے عملی نفاذ کے لئے جدوجہد اور کوشش میں گزری۔ علماء کرام نے مولانا مرحوم کی دینی، سیاسی وتنظیمی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور اہل خانہ سے اظہار تعزیت کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

"جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا، اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔"

(الانعام:۱۶۰)

اس طرح جب کوئی ماہ رمضان کے روزے رکھے گا تو دس مہینوں کے روزوں کا ثواب ملے گا اور جب شوال کے ۶ روزے رکھے گا تو ۶۰ دنوں کے روزوں کا ثواب ملے گا تو اس طرح مل کر ۱۲ مہینوں یعنی ایک سال کے برابر ثواب ہو جائے گا۔

مذکورہ فضیلت کے علاوہ علمائے کرام نے تحریر کیا ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں میں جو کوتاہیاں سرزد ہو جاتی ہیں۔ شوال کے ان چھ روزوں سے اللہ تعالیٰ اس کوتاہی اور کمی کو دور فرما دیتے ہیں۔ اس طرح ان ۶ روزوں کی رمضان کے فرض روزوں سے وہی نسبت ہوگی جو سنن و نوافل کی فرض نمازوں کے ساتھ ہے کہ اللہ تعالیٰ سنن ونوافل کے ذریعہ فرض نمازوں کی کوتاہیوں کو پورا فرما دیتا ہے جیسا کہ واضح طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

شوال کے روزے مسلسل رکھنا ضروری نہیں:

احادیث میں ۶ روزے مسلسل رکھنے کا ذکر نہیں، لہٰذا یہ روزے ماہِ شوال میں عید الفطر کے بعد لگاتار بھی رکھے جاسکتے ہیں اور بیچ میں ناغہ کر کے بھی۔

رمضان کے فوت شدہ روزوں اور شوال کے چھ روزوں میں سے کون سے پہلے رکھے جائیں:

اگر کسی شخص کے رمضان کے روزے کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ گئے تو تحقیقی بات یہ ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضا سے پہلے اگر کوئی شخص شوال کے چھ روزوں کو رکھنا چاہے تو جائز ہے کیونکہ رمضان کے روزوں کی قضا فوری طور پر واجب نہیں بلکہ کسی بھی ماہ میں رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا کی جاسکتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں حتی کہ ازواج مطہراتؓ اپنے رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا عموماً گیارہ ماہ بعد ماہ شعبان میں کیا کرتی تھیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔

نوٹ: اگر کسی شخص نے ان چھ روزوں کو رکھنا شروع کیا، لیکن کسی وجہ سے ایک یا دو روزہ رکھنے کے بعد دیگر روزے نہیں رکھ سکا تو اس پر باقی روزوں کی قضا ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ہر سال ان روزوں کے رکھنے کا اہتمام کرتا ہے مگر کسی سال نہ رکھ سکے تو وہ گناہگار نہیں اور نہ ہی اس پر ان روزوں کی قضا واجب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ☆☆

مولانا سیّد مطیع الرحمٰن عباسیؒ ٹوبہ ٹیک سنگھ

مولانا سیّد مطیع الرحمٰن عباسیؒ کے آباؤ اجداد فتنہ تاتاری تباہی کے زمانہ میں ۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء بغداد سے دہلی آئے، وہ سلطان غیاث الدین بلبن کا دور تھا۔ اس خاندان کی انیس پشتوں یعنی آٹھ صدیوں تک ہر شخص کے نام کے ساتھ مولانا کا سابقہ موجود ہے۔ اس سلسلہ کے ایک عالم دین مولانا محمد یوسف عباسیؒ سلطان غیاث الدین بلبن کے دور میں دہلی آئے، مولانا محمد یوسفؒ کی اولاد میں چھٹے نمبر پر مولانا رکن الدین امروہہ مراد آباد تشریف لائے۔ چنانچہ اس وقت امروہہ میں جو عباسی خاندان موجود ہے وہ انہیں کی اولاد ہے۔ مولانا رکن الدین کی اولاد میں بارہویں پشت پر مولانا اظہار الحقؒ قبیل ۱۹۴۵ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ تشریف لائے اور مرکزی جامع مسجد کے خطیب مقرر ہوئے۔ ان کے فرزند ارجمند مولانا سیّد سلمان احمد شاہ عباسیؒ جو جامعہ خیر المدارس ملتان کے قدیم فضلاء میں سے تھے اپنے والد کے جانشین بنے۔ مولانا سلمان احمد عباسیؒ بڑے جرأت مند اور بہادر عالم دین تھے جو حق سمجھتے اسے ڈنکے کی چوٹ کہتے۔ ۱۹۶۹ء میں مرکزی جامع مسجد کو محکمۂ اوقاف نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ مولانا سلمان بدستور امام وخطیب رہے۔ اللہ پاک نے انہیں اولاد نرینہ سے سرفراز فرمایا۔ موصوف نے اپنے تمام فرزندان گرامی کو دینی علوم سے سرشار فرمایا۔ ان میں سے مولانا مطیع الرحمٰن عباسیؒ دار العلوم کراچی کے فاضل تھے۔ آپ نے ۱۹۹۲ء میں دار العلوم سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ اولیٰ سے رابعہ تک جامعہ خیر المدارس ملتان میں تعلیم حاصل کی، حضرت مولانا محمد صدیقؒ، حضرت مولانا منظور احمدؒ، حضرت مولانا شیر محمد، حضرت مولانا شبیر الحق کشمیریؒ اور دوسرے اساتذۂ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے، جبکہ مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہ، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ، مولانا سحبان محمودؒ سے علوم حدیث کی تحصیل کی۔ فراغت کے بعد جامع مسجد مرکزی کی خطابت اور دار العلوم ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مسند تدریس پر براجمان ہوئے۔ اصلاحی تعلق سیّدی ومرشدی حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم سے قائم کیا اور مجاز بھی ہوئے۔ مولانا سیّد سلمان عباسیؒ کے آٹھ بیٹے ہیں۔ تمام علماء، حفاظ وقرا ہیں۔ ان کے قائم کردہ دار العلوم میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ دار العلوم میں بوقت تحریر ۲۵۰ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ مولانا مطیع الرحمٰن عباسیؒ ۱۸/رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۳/مارچ ۲۰۲۱ء کو راہی ملک عدم ہوئے۔ ان کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ بھائی اور ایک بیٹا ہے۔ راقم ۲۷/مارچ کو ظہر کے وقت تعزیت کے لئے حاضر خدمت ہوا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

جامع مسجد ختم نبوت نوشہرہ ورکاں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۴تا۱۶؍مارچ جامع مسجد ختم نبوت نوشہرہ ورکاں میں ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ ۱۴؍مارچ مولانا عبدالواحد رسولنگری نے امام مہدی اور حضرت مسیح علیہ السلام کی علامات پر بیان کیا۔ ۱۵؍مارچ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے استاذ الحدیث مولانا فضل ہادی نے قادیانیت کے کفر پر لیکچر دیا۔ ۱۶؍مارچ مولانا محمد عارف شامی نے مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان اصولی اختلاف اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اوصاف نبوت پر لیکچر دیا۔ آخر میں شرکاء کورس کو مجلس کا لٹریچر اور اعزازی سند دی گئی۔ کورس میں تمام طبقات زندگی سے تعلق رکھنے والے درجنوں حضرات نے شرکت کی۔

گرمولا ورکاں: جماعت اہلحدیث کی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس ۱۶؍مارچ کو مغرب کے بعد منعقد ہوئی، جس میں اہلحدیث علماء کرام کے بیانات ہوئے بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ انتظام جناب ماسٹر محمد اشفاق نے کیا۔ نوشہرہ ورکاں کی مجلس کی سرپرستی مولانا قاری نذیر الرحمٰن فرمارہے ہیں، جبکہ امیر مولانا عبدالوکیل، ناظم اعلیٰ جناب محمد یونس ربانی، ناظم نشرواشاعت جناب محمد اکمل گجر، خازن جناب محمد اکبر مدنی، دونوں پروگرام ان حضرات کی مساعی جمیلہ سے منعقد ہوئے۔

باکھرانی میں جلسۂ ختم نبوت: گوجرانوالہ سے تقریباً پندرہ کلومیٹر کے فاصلہ پر شیخوپورہ روڈ پر باکھرانی کا قصبہ واقع ہے۔ جامع مسجد فاروق اعظم میں ۱۷؍مارچ کو جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا جس کی صدارت جامع مسجد فاروق اعظم کے خطیب مولانا مفتی جمیل احمد نے کی۔

جلسہ سے مولانا قاری ریاض احمد جھنگوی، مولانا محمد عارف شامی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ باکھرانی مجلس کے امیر مولانا مفتی جمیل احمد راجپوت ہیں۔ ان کی سرپرستی میں رانا مشتاق احمد اور دیگر رفقا خوب متحرک ہیں۔ مجلس کے پروگرام وقتاً فوقتاً منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ اس مرکز میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، امام الہدیٰ مولانا عبیداللہ انورؒ اور دیگر اکابرین جمیعت اور اکابرین مجلس تشریف لاتے رہے۔

قادیانی ملک وملت کے غدار اور جہاد کے منکر ہیں

نوشہرہ ورکاں میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا پریس کانفرنس سے خطاب

نوشہرہ ورکاں (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ جب تک روئے زمین پر ایک بھی قادیانی ہے، ہماری پُرامن تحریک جاری رہے گی، وہ یہاں جامع مسجد ختم نبوت میں ایک نیوز کانفرنس سے خطاب کررہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ملک وملت کے غدار اور جہاد کے منکر ہیں، جبکہ فوج جہاد کے لئے ہوتی ہے، لہٰذا انہیں فوج کے تمام شعبوں سے نکالا جائے۔ نیز انہوں نے کہا کہ عورت مارچ جس میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کی توہین کی گئی ہے، اس کی پشت پر قادیانی سازشیں کارفرما ہیں۔ جناب عمران خان جو ایجنڈا لے کر آئے اس میں سرفہرست عقیدۂ ختم نبوت کے قوانین کا خاتمہ یا انہیں غیر موثر کرنا ہے۔ اسلامیانِ پاکستان اپنی جانوں پر کھیل کر عقیدۂ ختم نبوت اور اس کے قوانین کی حفاظت کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ملک عزیز کی اعلیٰ عدالتوں میں ناموس رسالت سے متعلق سینکڑوں کیسز معلق ہیں۔ انہیں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-C کے مطابق فی الفور فیصلہ کرکے گستاخان رسول کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ بصورت دیگر غازی ممتاز حسین قادری اور غازی خالد فیصل پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہم نہ تو قتل وغارت گری کی اجازت دیتے ہیں اور نہ ہی دعوت، جب تک قوانین پر عملدرآمد نہیں ہوگا ایسے واقعات ہوتے رہیں گے۔ پریس کانفرنس میں قاری نذیر الرحمٰن، مولانا عبدالوکیل، مولانا محمد عارف شامی، جناب یونس ربانی، محمد اکبر مدنی، اکمل گجر سمیت کثیر تعداد میں صحافیوں کے علاوہ جماعتی کارکنوں نے شرکت کی۔

لیبر کالونی رانا ٹاؤن لاہور میں سہ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد کلمۂ توحید لیبر کالونی رانا ٹاؤن میں تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ ۲۱؍مارچ کو جامع ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیا۔ ضلع شیخوپورہ اور ننکانہ کے مبلغ مولانا فضل الرحمن منگلہ نے ملٹی میڈیا کے تحت پروجیکٹر پر مرزا قادیانی کے ''اخلاق و کردار'' پر روشنی ڈالی۔

۲۲؍مارچ کو مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول پر سیر حاصل بحث کی، جبکہ لاہور مجلس کے انچارج اور مرکزی ناظم نشرواشاعت مولانا عزیز الرحمن ثانی نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ملت اسلامیہ کی عظیم قربانیوں پر بیان کیا۔

۲۳؍مارچ کو شادی پورہ لاہور مجلس کے انچارج اور رابطہ کمیٹی کے ممبر مولانا خالد محمود اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے لیکچرز ہوئے۔

کورس کا انتظام مولانا طارق اسماعیل خطیب و امام جامع مسجد کلمۂ توحید نے اپنی انتظامیہ کے مشورہ سے کیا۔ اس کورس کی کامیابی کے لئے مولانا سیّد جنید بخاری سلمہ اور قاری محمد اقبال نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آخری نشست کے شرکاء کی ہریسہ سے تواضع کی گئی۔ کورس میں دو سو سے زائد حضرات نے شرکت کی۔

جامعہ محمدیہ ساہیوال: جامعہ محمدیہ چک نمبر 85/6R کے بانی مولانا قاری عبدالجبار مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے ناظم اعلیٰ اور روح رواں ہیں چک مذکور جواب شہر کی حدود میں شامل ہے۔ حفظ اور تجوید وقرأت کا بہترین ادارہ چلا رہے ہیں۔ آپ کے فرزندان گرامی قاری محمد عثمان مالکی سلمہ، مولانا محمد عمران سلمہ معاون ہیں۔ ہر سال ان کے ادارہ سے کئی ایک طلبا کرام اور طالبات محترمات قرآن پاک حفظ کرتے ہیں امسال دس بچوں اور گیارہ بچیوں نے قرآن پاک حفظ کیا۔ تو موصوف نے حفاظ کرام کی دستار بندی اور بچیوں کی دوپٹہ پوشی کا پروگرام بنایا۔

چنانچہ ۲۴؍مارچ کو جلسہ منعقد ہوا جو مغرب کی نماز کے بعد شروع ہو کر دس بجے رات تک جاری رہا۔ جلسہ کا آغاز قاری محمد عثمان مالکی سلمہ کی شاندار تلاوت سے ہوا۔ جلسہ سے ساہیوال کے معروف عالم دین مولانا مفتی ذکاء اللہ، محمد اسماعیل شجاع آبادی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر پیر طریقت حضرت اقدس حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم العالیہ نے خطاب فرمایا۔ حضرت والا نے خلافت، نبوت اور ختم نبوت کے عنوان پر شاندار خطاب فرمایا، جو علم عمل، اخلاص کی دعوت پر مشتمل تھا۔

میکلوڈ گنج میں جلسہ: میکلوڈ گنج جامع مسجد عثمانیہ میں بعد نماز مغرب جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا قاری محمود اختر مدظلہ نے کی۔ تلاوت کے بعد معروف ثناخواں حافظ محمد شریف محمودی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ مولانا محمد قاسم رحمانی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے، جبکہ مولانا مفتی محمد راشد نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔

منڈی صادق گنج میں جلسہ ختم نبوت:

منڈی صادق گنج سابقہ ریاست بہاولپور بارڈر کے قریب واقع ہے۔ جہاں تقسیم سے قبل خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ دو سال تک تعلیم وتعلم کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ جامع مسجد چوک والی غلہ منڈی میں واقع اہل حق کی قدیمی مسجد ہے، جہاں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ۱۹۵۴ء میں مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ مولانا محمد یوسفؒ، مولانا فتح محمدؒ یکے بعد دیگرے مہتمم رہے۔ اب اس ادارہ کا اہتمام و انصرام مولانا عبدالمنان فاضل جامعہ باب العلوم کہروڑپکا سنبھالے ہوئے ہیں، اس ادارہ میں حفظ و ناظرہ کی چار کلاسیں ہیں۔ ۵۵ مسافر طلبا زیر تعلیم ہیں۔ منتظم اور باورچی سمیت چھ افراد پر مشتمل عملہ ہے۔

۲۵؍مارچ بعد نماز عشاء ختم نبوت کے عنوان پر جلسہ منعقد ہوا، جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا مفتی محمد راشد اور راقم کے بیانات ہوئے جبکہ حافظ محمد شریف محمودی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ اس ادارہ میں ختم نبوت کے عنوان پر پہلا پروگرام منعقد ہوا جو بھرپور اور کامیاب ہوا۔ رات قیام و آرام جامعہ صادقیہ عباسیہ منچن آباد میں رہا۔

جامعہ صادقیہ عباسیہ: ریاست بہاولپور کے آخری تاجدار نواب محمد صادق عباسیؒ کی طرف منسوب ہے۔ جس کی بنیاد ۱۹۱۱ء میں رکھی گئی اور مولانا غلام قادرؒ پہلے مہتمم مقرر ہوئے جو ۱۹۲۸ء تک مہتمم رہے۔ ان کے بعد مولانا عبدالرحمنؒ دوسرے مہتمم مقرر ہوئے جو ۱۹۴۸ء تک منتظم رہے۔ ان کی وفات کے بعد مولانا محمد امیر مہتمم

بنائے گئے اور ان کا اہتمام ۱۹۵۷ء تک رہا بعدازاں مولانا محمد شریف وٹو مہتمم ہوئے۔ موصوف جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر رہے اوران کا اہتمام دسمبر ۱۹۸۶ء تک رہا۔ ان کے دور میں ہر سال تین دن کے جلسے منعقد ہوئے جس میں ملک کی نامور شخصیات شریک ہوئیں ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ بارہا تشریف لائے۔ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ ہر سال تشریف لائے۔ یہاں ایک فعال جماعتی ورکر جناب ڈاکٹر محمد اکرامؒ ہوتے تھے جو مولانا اشعرؒ کے میزبان ہوتے تھے۔

۲۵ر مارچ منڈی صادق گنج سے فارغ ہو کر جامعہ صادقیہ عباسیہ میں حاضری ہوئی۔ حضرت مولانا محمد شریف وٹو کی وفات کے بعد مولانا حاجی محمد اصغر مہتمم بنے جو ۱۹۸۹ء تک مہتمم رہے، ان کے بعد مولانا معین الدین وٹو ان کے جانشین اور جامعہ کے زیر اہتمام چلنے والے مدارس کے مہتمم مقرر ہوئے۔ بہاولنگر ضلع میں جامعہ صادقیہ عباسیہ کی چالیس شاخیں ہیں۔

خطبۂ جمعہ: شاہی مسجد منچن آباد میں

۲۶ر مارچ جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ شاہی مسجد کے خطیب جامعہ صادقیہ کے مدرس مولانا مفتی محمد راشد مدظلہ ہیں جو منچن آباد کے علاقہ میں مجلس کے کام کی نگرانی کرتے ہیں۔ ہمارے چناب نگر کے خطیب مولانا غلام مصطفیٰ حفظہ اللہ اور جامعہ ختم نبوت چناب نگر کے حفظ وگردان کے استاذ قاری عبیدالرحمٰن سلمہ اسی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا محمد قاسم رحمانی ضلعی مبلغ بہاولنگر نے مذکورہ بالا پروگرام تشکیل دیئے اوران پروگراموں میں ساتھ رہے۔ انہوں نے جمعۃ المبارک کا خطبہ کی مسجد منچن آباد میں دیا۔

جامعہ علوم شرعیہ جھنگ میں ختم نبوت کورس: جامعہ علوم شرعیہ جھنگ کے بانی مجاہد ختم نبوت فاضل دیوبند حضرت مولانا سیّد صادق حسین شہید تھے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے اکلوتے فرزند ارجمند حضرت مولانا سیّد مصدوق حسین شاہ ان کے جانشین بنائے گئے جو حضرت شاہ صاحب کے قائم کردہ ادارہ کی تعمیر وتوسیع اور ظاہری و باطنی آبادی میں مصروف ہوگئے، انہوں نے اپنے بنات کے ادارہ میں پانچ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس رکھا، جس میں دیگر علماء کرام کے علاوہ راقم نے ۲۷ر مارچ کو صبح ساڑھے نو بجے سے سوا گیارہ بجے تک عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت وعظمت پر لیکچر دیا۔ موصوف کے بقول ایک سو کے قریب بنات وخواتین نے کورس میں شرکت کی۔ اللہ پاک شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ مولانا سیّد مطیع الرحمٰن عباسیؒ کا گزشتہ دنوں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انتقال ہوا تو راقم نے جامعہ علوم شرعیہ جھنگ کے پروگرام سے فراغت کے بعد ٹوبہ کا سفر کیا اور مولانا مرحوم کے بھائیوں سے تعزیت کی اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔

دوروز لاہور میں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم سلمہ کی دعوت پر لاہور کے لئے سفر کیا۔

جامعہ محمدیہ چوبرجی میں طلبا سے خطاب:

جامعہ میں دورۂ صرف ونحو کے طلبا کو اسلامی بنیادی عقائد سے آگاہ کیا۔

جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ: جامعہ مدنیہ لاہور کے بانی معروف مورخ ومصنف حضرت مولانا سیّد محمد میاںؒ کے فرزند ارجمند شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمود میاں مدظلہ نے جامعہ کا نظم سنبھالا۔ جامعہ مدنیہ جدید کئی کنالوں پر مشتمل ہے۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ ہمارے لاہور مجلس کے امیر مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ اسی ادارہ میں استاذ الحدیث ہیں، ہر سال دورۂ صرف ونحو پڑھاتے ہیں۔ اس پروگرام کی مقبولیت روز بروز بڑھ رہی ہے، امسال بھی پانچ سو کے قریب طلبا شریک ہوئے ہیں۔

جامعہ علوم عربیہ للبنات سلطان پورہ، لاہور: جامعہ کے مہتمم مولانا قاری محمد سلیم سلمہ اللہ ہیں۔ علاقہ میں عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کے تعاقب میں مصروف رہتے ہیں۔ بنات کے اس مدرسہ میں دسیوں بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ ہر سال بنات اور خواتین کے عقائد واعمال کے لئے کورسز منعقد کرتے ہیں۔ چنانچہ امسال ۲۹، ۳۰ر مارچ کو عقیدۂ ختم نبوت سے آگاہی کے لئے کورس رکھا۔ چنانچہ ۲۹ر مارچ کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر محمد اسماعیل شجاع آبادی کا بیان ہوا جو انتہائی دلچسپی سے سنا گیا۔

۳۰ر مارچ کو مورخ ختم نبوت اور پُرجوش اسکالر، خطیب ومصنف جناب محمد متین خالد اور مولانا عبدالنعیم سلمہ کے لیکچرز ہوئے۔ کورس میں درجنوں خواتین نے شرکت کی۔ مقررین نے بنات اور خواتین سے درخواست کی کہ وہ اپنے اپنے دائرہ میں رہتے ہوئے قادیانی فتنہ کا تعاقب کریں۔ بنات کے والدین کو اور بنات کو مبارکباد پیش کی اوران سے درخواست کی کہ وہ اپنے اپنے دائرہ میں رہ کر قادیانیت کا بھرپور تعاقب کریں۔

آل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۲۷ واں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کورس امسال ۲۷؍مارچ سے یکم اپریل ۲۰۲۱ء تک منعقد ہوا۔ کورس میں اس سال دو ہزار پانچ سو چھتر طلبا نے داخلہ لیا۔ جماعتی فیصلہ کے مطابق کورس کا اختتام ۱۰؍اپریل کو ہونا تھا، لیکن کورونا کی تازہ لہر کی وجہ سے حکومت نے تمام دینی و سیاسی اجتماعات پر پابندی عائد کردی۔ مجلس پر دباؤ تھا کہ کورس ختم کیا جائے، لیکن کورس کی انتظامیہ نے بمشکل یکم اپریل تک خاتمہ کے لئے ضلعی انتظامیہ کو آمادہ کیا۔ مبلغین کی سہ ماہی میٹنگ کے فیصلہ کے مطابق مولانا محمد اسحاق ساقی ، مولانا محمد خالد عابد، مولانا عبدالرشید غازی، مولانا صغیر احمد خورد ونوش کا انتظام کریں گے، چنانچہ مولانا محمد اسحاق ساقی تو کورس کے آغاز سے پہلے تشریف لے آئے اور انہوں نے مولانا صغیر احمد کے ساتھ مل کر خورد ونوش کا نظم سنبھال لیا۔ مولانا ساقی کے بقول روزانہ ۹۵ کلو دال، اڑھائی من گوشت، تیس من آٹا پکتا رہا۔ تقریباً تین ہزار افراد روزانہ کھانا تناول فرماتے۔ کبھی کبھار چاول بھی پکائے جاتے جو تقریباً سوا گیارہ من پکتے۔ کبھی کبھی ساٹھ کلو سوجی ناشتہ میں پکائی جاتی، ناشتہ میں حلوہ وغیرہ شرکا کو پیش کیا جاتا۔ قدیم و جدید تمام کمرے طلبا سے بھر گئے۔ جدید عمارت میں دو وسیع و عریض کیمپ لگانے پڑے۔ نیز قدیم عمارت میں بھی پانچ چھ کمروں کے اوپر شامیانے لگا کر طلبا کو ٹھہرانے کا نظم کیا گیا، کئی ایک ہمسایوں سے ان کے مکانات خالی کرا کر طلبا کو ٹھہرایا گیا۔ مسجد کا ہال، برآمدے ناکافی ثابت ہوئے کہ کانفرنس کے پنڈال کو درسگاہ کا درجہ دیا گیا اور وہاں بھی وسیع و عریض پنڈال تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگی داماں کی شکایت کررہا تھا۔

۲۷؍مارچ صبح آٹھ بجے مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے لیکچر سے کورس کا آغاز ہوا۔ مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، شیخ الحدیث مولانا غلام رسول دین پوری، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے قادیانی شبہات کے جوابات جلد اول، دوم، سوم پڑھائیں۔ مولانا فضل الرحمٰن منگلہ نے پروجیکٹر کے ذریعہ لیکچر دیئے، جبکہ مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے تحریکہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کے مطالبات پر روشنی ڈالی، نیز موصوف نے امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کے خروج پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

امسال وقت کی قلت کے پیش نظر مجلس کے رفقاء کے علاوہ دوسرے تمام اساتذہ کرام اور بزرگوں سے معذرت کی گئی۔ مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے نصاب سے ہٹ کر عیسائیوں کے عقائد پر بھی روشنی ڈالی اور ان کا رد بائبل سے پیش کیا۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اوصاف نبوت پر لیکچر دیا اور مرزائیت کا کذب بیان کیا۔ امسال اساتذہ کرام میں مرکزی لائبریری ملتان کے انچارج مولانا محمد وسیم اسلم نے قادیانی شبہات جلد سوم کے کچھ ابواب پڑھائے۔

کورس کا دورانیہ صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک درمیان میں پندرہ منٹ کا وقفہ ظہر سے عصر تک اور امسال عشاء کے بعد بھی اسباق ہوئے۔ بیس بائیس دن کا کورس ایک ہفتہ میں ختم ہوا۔

کورس کے عمومی انتظامات مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی نگرانی میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے سرانجام دیئے۔

اختتامی تقریب شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تلاوت و نعت کے بعد اسناد اور کتب کی تقسیم کا مرحلہ ہوا۔ شیخ الحدیث مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا قاضی ہارون الرشید راولپنڈی، مولانا مفتی محمد دین ہنگو، قاری عبدالحامد، مولانا سیف اللہ خالد چنیوٹ، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد خالد عابد، مولانا محمد وسیم اسلم، مولانا سیّد خبیب احمد شاہ، مولانا عبدالرشید غازی، مولانا فضل الرحمٰن منگلہ، مولانا محمد خبیب، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور مولانا عتیق الرحمٰن نے سرانجام دیئے۔

کورس کا اختتام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن، جامعہ دارالقرآن فیصل آباد کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد یاسین مدظلہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا قاری عزیز الرحمٰن رحیمی کی دعا سے ہوا۔

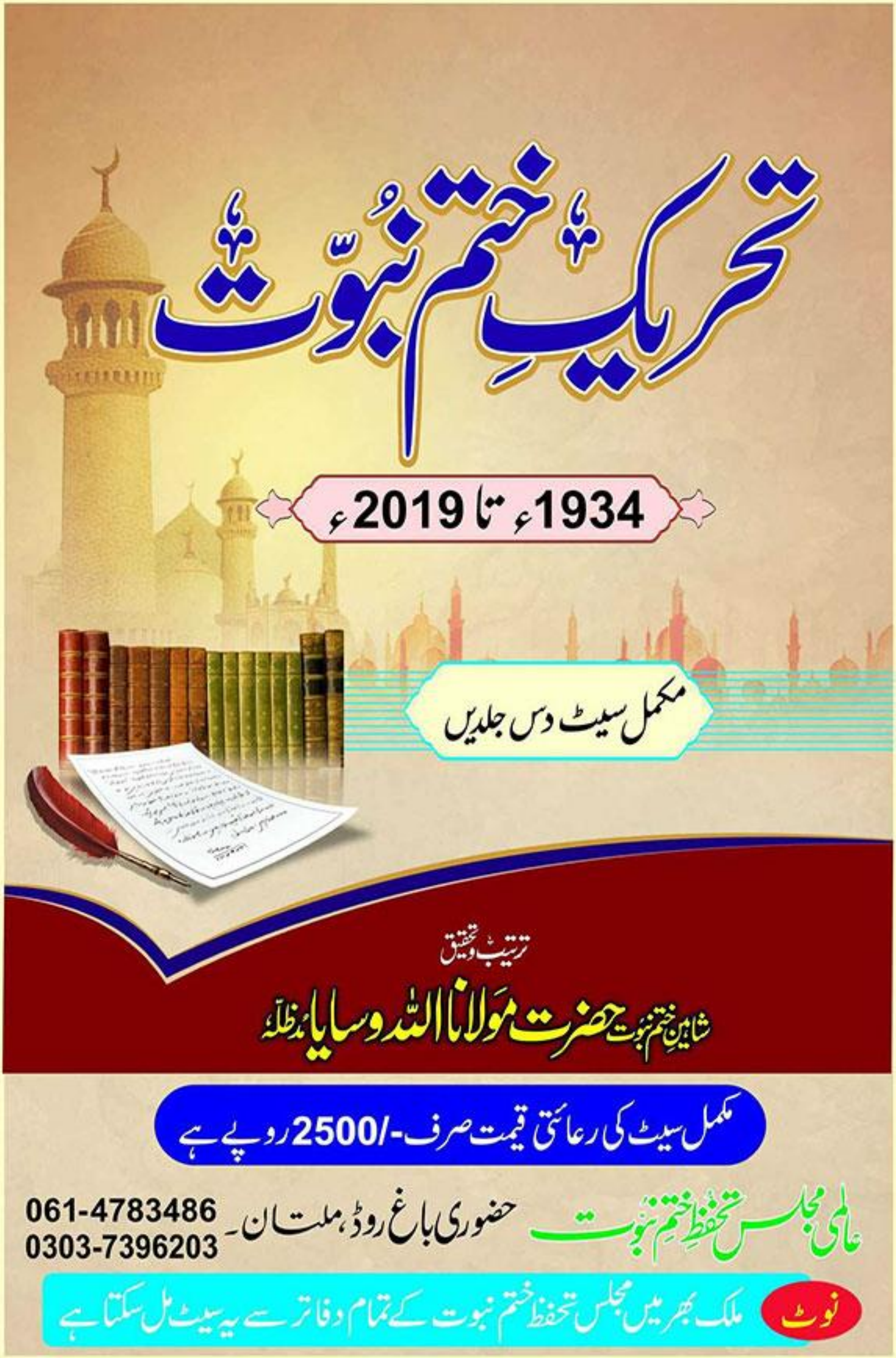
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب و تحقیق
شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے